

## اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

## دسوال اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

جلas منعقدہ 02 اپریل 2019ء بر مبنگ برتاط قبض 25 رب جب المجب 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	تحریک التوانہ 1: من جانب جناب اصغر خان اچھزئی، ہم بر بلوچستان اسمبلی۔	16
3	مشترکہ قرارداد نمبر 16: من جانب: انجینئر زمرک خان، ملک نعیم خان بازئی، جناب اصغر خان اچھزئی اور محترمہ شاہینہ کاڑ، ارائیں اسمبلی۔	
4	مشترکہ قرارداد نمبر 17: من جانب: جناب محمد عارف محمد حسني اور محترمہ بشری رند، ارائیں اسمبلی۔	17
5	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	19 44

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میر عبدالقدوس بنجھو

ڈپٹی اسپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔۔ جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہواني

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 02 اپریل 2019ء بروز منگل بہ طابق 25 ربیع المرجب 1440 ہجری،  
بوقت شام 05 بجکھ 10 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جنہو اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی  
ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ قَفْ وَوَقَيْتُ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ  
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤﴾ قُلِ اللَّهُمَّ ملِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ  
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ذَوَّتْ عَزْمَتْ مَنْ تَشَاءُ وَتُنْزِلُ مَنْ تَشَاءُ  
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ذَوَّتْ عَزْمَتْ مَنْ تَشَاءُ وَتُنْزِلُ مَنْ تَشَاءُ

بِيَدِكَ الْخَيْرِ طِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیات نمبر ۲۵ اور ۲۶﴾

ترجمہ: پھر کیا ہو گا حال جب ہم ان کو جمع کریں گے ایک دن کہ اس کے آنے  
میں کچھ شبہ نہیں اور پورا پا ویگا ہر کوئی اپنا کیا اور ان کی حق تلفی نہ ہوگی۔ تو کہہ یا اللہ  
مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چا ہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چا ہے  
اور عزت دیوے جس کو چا ہے اور ذلیل کرے جس کو چا ہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی  
بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

**جناب اسپیکر:** جزاک اللہ۔ لسم اللہ الرحمن الرحيم۔

**ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ (قائد حزب اختلاف):** جناب اسپیکر! میں عرض کروں گا کہ میر جعفر خان جمالی اُنکے فرزند میر تاج محمد خان جمالی، میر سکندر جمالی، اُن کے پوتے میر چنگیز خان جمالی بھی آج یہاں ان کی بلوجستان کیلئے ان کی contribution ہے، آج ان کی وسویں بر سی ہے۔ اگر ذعاً ان کے لیے کی جائے تو مہربانی ہوگی۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

**سردار عبدالرحمن کھیتان (وزیر مکملہ خوارک و بہبود آبادی):** جناب اسپیکر! ہمارے ہمسایہ بھی ہیں سابق دو دفعہ رکن اسمبلی بھی رہ چکے ہیں۔ اور اس وقت موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے والد سردار فتح محمد بزدار کل اُنکی وفات ہوئی تو اُنکے لیے بھی دعاۓ مغفرت کرادیں۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

(اس مرحلے پر مرحومین کیلئے دعاۓ مغفرت کی گئی)

**جناب اسپیکر:** جی اصغر صاحب۔

**جناب اصغر اعلیٰ ترین:** جناب اسپیکر! کل رات ایک واقعہ پیش آیا ہے، بڑا سنگین واقعہ جو کوئئے کے علاقے پشتون آباد میں 80 دکانیں توڑی گئی ہیں اور ان میں واردات کی گئی ہیں اور ان میں جو سامان تھے، وہ چوری ہوئی ہیں۔ یہ کوئئے شہر کا دل ہے۔ کوئئے شہر کا گڑھ ہے، اس میں اس طرح کے واقعات کا جنم لینا اور اس طرح کے واقعات رومنا ہونا یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔ اور سب سے بڑا سوالیہ نشان یہ ہے جناب اسپیکر! کہ 80 سے زائد دکانوں کو بیک وقت ایک ہی رات میں اس کا صفائی کرنا، یہ ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔

**جناب اسپیکر:** میرے خیال میں اس پر already timing zero hours میں اس وقت اس پر انشاء اللہ debates ہوگی۔ جی ثناء صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر! شکریہ۔ ویسے توجہ سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے۔ اس بات کا آپکو اندازہ ہے کہ بلوجستان میں ایک بھجانی کیفیت ہے، ایک بے تابی ہے وہ بلوجستان میں ترقیاتی عمل

میں جمود کے حوالے سے ہے۔ جس کا ایک براہ راست تعلق پی ایس ڈی پی کے ساتھ ہے پہک سیکٹر ڈولپمنٹ پلان کے ساتھ ہے۔ میں پچھلے اجلاس میں نہیں تھا محترم وزیر اعلیٰ قائد ایوان ہیں، انہوں نے پچھلی دفعہ یہاں ایک تقریر کی اور انہوں نے یہ فرمایا کہ پہک سیکٹر ڈولپمنٹ پلان کا بلوچستان کے غربت سے بلوچستان کی بیرونی و زگاری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم نے اُس وقت بھی کہا تھا اور دوبارہ یہ بات دوہرانا چاہوں گا، ریکارڈ کے لیے، تاکہ درستگی ہو۔ بلوچستان کی جو ساری اکانومی ہے۔ وہ جو بلوچستان کی جو ساری معاشرت ہے۔ اُس کا جو پہبھیہ ہے وہ دراصل کیوں پہک سیکٹر ڈولپمنٹ پلان پر چلتا ہے، یہ پی ایس ڈی پی کی کاپی میرے سامنے پڑی ہے۔ یہ کوئی 88 ارب روپے کی پی ایس ڈی پی بنی تھی۔ جس میں سے 33 ارب روپے اپریل کے مہینے تک رسیز ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پی ایس ڈی پی کا 30 فیصد بھی رسیز نہیں ہوا۔ اس لیے میں documents ساتھ لاتا ہوں تاکہ کل کوئی یہ نہ کہیں کہ انہوں نے اعداد و شمار غلط بیان کیے یہ ہے جناب والا! 88 ارب 249 کروڑ، یہ تو ٹوٹل پی ایس ڈی پی۔ جب اُس میں آپ 33 ارب کا دیکھیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمیں سے پہنچتیں فیصد تک اس پی ایس ڈی پی پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

**جناب اسپیکر:** پہنچتیں فیصد نئی اسکیمیں ہیں یا going-on ہیں؟

**جناب ثناء اللہ بلوج:** دیکھیں جی، جو ٹوٹل ڈولپمنٹ ہوتی ہے۔ پی ایس ڈی پی میں آپ on-going بھی رکھتے ہیں اور کچھ نئی اسکیمیں بھی رکھتے ہیں۔ تو اس سے پہلے جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں وہ بیلنس کرتے تھے۔ کچھ on-going کو جاری رکھتے اور کچھ نئی اسکیمات بھی شروع کرتے تھے۔ تاکہ کچھ ڈولپمنٹ کا process ہے وہ آگے بڑھیں۔ اس پی ایس ڈی پی پر ہمیں شدید اعتراض تھے۔ اور میں نے وہ قرارداد اپوزیشن کی طرف سے جب لائے تھے کہ پہک سیکٹر ڈولپمنٹ پہلی دفعہ بلوچستان اسمبلی میں بڑے مفصل انداز میں اُس پر بحث ہوئی۔ اور اُس میں ہم نے یہی کہا کہ بلوچستان 70 سال سے اُس کا پہبھیہ جو صحیح طریک پر ہے، یا صحیح راستے پر اس لیے نہیں ہے۔ کہ ہم نے کبھی بھی بلوچستان کی معاشرت کو، بلوچستان کے روزگار کو، بلوچستان کی صنعت کو، بلوچستان کی زراعت کو، بلوچستان کی تعلیم کو، بلوچستان کی صحت کو بلوچستان کی ترقی کو بلوچستان کی عزت اور وقار کو بلوچستان کے لوگوں کی

معیار زندگی کو دوسروں صوبوں کے برابر لانے میں ہم نے کبھی بھی اچھے منظم انداز میں، مدلل انداز میں اپنے پی ایس ڈی پی کو اپنے سماج کے ساتھ لئک نہیں کیا۔ اور اُس میں ہم نے کہا تھا ایک فارمولے کا۔ جس کے لیے ہم بار بار یہاں درخواست کر رہے ہیں کہ فارمولہ بنایا جائے کہ بلوچستان ایک وسیع و عریض صوبہ ہے۔ رقبے کے اعتبار سے مختلف اضلاع ہے۔ یہاں تعلیم، صحت، انفارسٹرپکچر کے حوالے سے ہر ضلع کے اپنے مسائل ہیں ہر ڈویژن کے اپنے مسائل ہیں تو لہذا جب تک فارمولہ نہیں بنے گا یہ پی ایس ڈی پی بھی کار آمد نہیں ہو گی اور آنے والی پی ایس ڈی پی بھی وہ کار آمد نہیں ہو گی۔ اب رہی جناب والا کہ یہ پی ایس ڈی پی دیکھئے جب آپ کے پاس ایگر لیکچر نہ ہو آپ کے پاس اکانومی انڈسٹریز نہ ہو آپ کے پاس بار ڈر کے بہت ٹریڈز ہیں وہ سارے بند ہیں۔ تو بلوچستان کے سارے ایک کروڑ 20 لاکھ عوام کی زندگی ہے۔ ہم 235، 240، یا 200 بچپاس دن گزر گئے ہیں اس حکومت کو 250 دن میں average دن کے تین سے چار بڑے ٹرانسفر پوشنگ ہوتے ہیں۔ یعنی 250 دنوں میں قریباً 750 ٹرانسفرز، پوشینگ بلوچستان میں ہوئی ہیں۔ اور وہ بھی کہاں ہوئی ہے۔ وہ گریڈ 18 سے لیکر گریڈ 21 کے درمیان آفیسر ان کی جب بلوچستان کے اندر اتنی uncertainty ہو گی بلوچستان کے اندر جو معاملات ہیں وہ کسی کو بھی پیش نہیں کہ میں کتنے دن اس کری پر بلوچستان میں ہوں، جناب والا! ایک اچھی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ ہماری کسی کے ساتھ دشمنی نہیں، کسی کے ساتھ زیادتی نہیں، ہم اس صوبے کو ایک مثالی صوبہ بنانا چاہتے ہیں اور مثالی صوبہ تب بن سکتا ہے جب پوشینگ، ٹرانسفرز یہ ایڈمنیسٹریشن کا ایک عمل ہوتا ہے۔ اس کو کہتے ایڈمنیسٹریٹو گورننس اور ایک ہوتا ہے اکنا مک گورننس جس کو کہا جاتا ہے۔ معاشی حکمرانی ایک کو کہتے انتظامی حکمرانی جو انتظامی حکمرانی ہے اُس میں آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ 750 دنوں میں ٹرانسفرز، پوشینگ اور 250 دنوں میں اکنا مک گورننس جس کو ہم معاشی حکمرانی کہتے ہیں۔ معاشی حکمرانی کا حال یہ ہے کہ 88 رابر میں سے 33 رابر بالخصوص آپ اس کے بعد ایک اور ہم ایشو ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس صوبے میں ہم سب کی ذمہ داری اور بالخصوص آپ اس کے کسٹوڈین ہے یہ اسمبلی میں آپ کوئی ایسی روونگ دے دیں کہ یہاں ایک ایسی کمیٹی بنائے جو پلانگ کمیشن سپریم کورٹ کا پچھلا آرڈر، اب طے بھی نہیں ہے ہائیکورٹ کا آرڈر ہے میں یہاں پڑھ کر

سُنایا دوبارہ سُناوں کہ نہیں۔ دوستوں کو کافی irritation ہوتی ہے۔ اُس سے وہ اخطراب ہوتا ہے کہ جی ہم اُس کو بار بار کیوں پڑھ رہے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کم ازکم ایک ایسی special committee بنائیں جس میں سارے ٹینکنیکل لوگ ہو بلوچستان کی ترقی کا سمت درست ہو۔ آج بلوچستان میں 8 لاکھ بے روزگار ہے۔ گزشتہ سات سال سے بلوچستان میں کوئی 9 ہزار کے قریب اسامیاں خالی ہیں صرف تعلیم کے شعبے میں یعنی ہائیرسینڈری، پرانگری اور ہمارے کالجز کے سیکیشنز میں۔ 18 ہزار کے قریب اسامیاں۔ کچھ بیوروکریسی میں ہمارے دوست لوگ بتاتے ہیں کچھ چیزوں کو چھپاتے ہیں۔ (خاموشی۔ اذان)

جناب اسپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ جب سات آٹھ سال سے مسلسل تعلیم کے شعبے میں پندرہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ ہزار کے قریب اسامیاں رہے جاتے ہیں۔ یہ سات سال بچوں کے دن اگر count کر لیں ہر بچے کے 365 دن ہیں۔ 365 دن میں سے وہ تقریباً 280 دن اسکول جاتے ہیں۔ ان بچوں کی تعداد اگر حساب کریں تو یہ خدا جانتا ہے کہ ہم جو بھی حکمرانی کے عہدے پر ہیں، اُن کو تو بہت بڑی سزا ہونی چاہیے۔ کیونکہ اگر ایک بچے کا ایک دن بھی بغیر استاد کے گزرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے، یہ اُس کے زندگی کیسا تھا اُس کے مستقبل کیماں تھا ایک جبرا ہے۔ یہ آئین کی قانون کی دین اسلام کے روایات کے انسانیت سب کے خلاف ورزی ہے۔ دوسری بڑی بات یہ ہے کہ گزشتہ ایک سال میں پبلک سیکٹر ڈولپمنٹ پلان میں تھابھی نہیں، بلوچستان میں 62 فیصد لوگ پینے کے صاف پانی سے محروم ہیں۔ بلوچستان صحت کے crises سے گزر رہا ہے۔ اس وقت ایک ملک ہے جو ہمارے مقابلے میں ہے وہ African Republic CAR کہتے ہیں وہ افریقہ کے بہت ہی پسماندہ حال ملک ہے جہاں ہر ایک لاکھ میں سے 1300 عورتیں جنم دیتے وقت مرتی ہے اور بلوچستان میں جناب والا! یہ فگر 1360 ہیں۔ ہم اُس سے بھی ایک گناہ گے ہیں۔ دُنیا میں اور کوئی ملک نہیں رہا بلوچستان کا جس کو کہتے ہیں زچہ اور بچگی کے جو عمل کے دوران اموات ہے۔ maternal mortality rate اور دوسری بات یہ ہے کہ پانی کے حوالے سے دیکھ رہے ہیں کہ بھاگ ناڑی کے دوست وہاں سے مجبور ہو کر آئے میں آج خاراں سے آ رہا ہوں خدا جانتا ہے کہ جس گھر میں جاتے لوگ ہم سے روئی نہیں

ما نگتے۔ اب تو لوگوں نے روزگار مانگنا چھوڑ دیا۔ اُن کو پتہ ہے کہ حکومت روزگار نہیں دے سکتا ہیں لوگ کہتے ہیں کہ پینے کا صاف پانی دے دیں۔ رمضان کا مہینہ آگیا ہے۔ میرے پورے ضلع میں ایک لاکھ 70 ہزار افراد پر مشتمل ہے 9 ہزار اسکوار کلومیٹر پر مشتمل ہے خاران۔ اس میں گزشتہ ایک سال سے دس لاکھ روپے بھی پلک ہیلتھ انجینئرنگ یعنی پانی کے شعبے میں ریلیز نہیں ہوئے ہیں۔ آیا یہ کوئی انصاف ہے؟۔ اور یہ حال پورے بلوجستان کا ہوگا۔ صرف میرے حلقے میں نہیں۔ جناب والا! آپ سے استدعا ہے اس پر ہم بڑی تفصیل کے ساتھ جاسکتے ہیں۔ اور ہم نے ان کو کہا تھا کہ NFC پر مشترکہ قرارداد پاس ہوا۔ سینڈک پر مشترکہ قرارداد پاس ہوا۔ خشک سالی پر، منزالہ پالیسی پر، تعلیم پر آج پی الیس ڈی پی پر اس لیے ہم بار بار insist کر رہے ہیں۔ کہ یہ بلوجستان کی تعمیر و ترقی اُس کو سیدھا کھڑا کرنے میں پی الیس ڈی پی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ پی الیس ڈی پی، پلک سیکٹر ڈولپمنٹ پلان اسکا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے اپنے پیسے ہیں۔ یہ میرے پیسے نہیں ہے اس حکمرانی پر بیٹھے ہوئے دوستوں کے پیسے نہیں ہیں۔ یہ اُن tax-payers کا money ہے۔ جو چینی خریدتے وقت ٹکیس دیتے ہیں تیل خریدتے وقت ٹکیس دیتے ہیں۔ سگریٹ خریدتے وقت ٹکیس دیتے ہیں۔ سفر کرتے وقت ٹکیس دیتے ہیں جہاز میں بیٹھتے وقت ٹکیس دیتے ہیں۔ یہ tax-payers کی money ہے۔ یہ بلوجستان کے گیس کا پیسہ ہے۔ یہ بلوجستان کے سونے اور چاندی کا پیسہ ہے۔ جو راتلٹی کی مد میں بہت کم ملتا ہے۔ تو اس پر اتنی کنجوی جیسے یہ ہماری اپنی ملکیت ہو۔ یہ ہمارا اپنا خزانہ ہو، اور اس کو بڑی سخت دلی سے ساتھ آہستہ آہستہ ریلیز کر رہے ہیں۔ جناب اپسیکر! اس پر آپ کو آج کیوں آخری دن ہے اجلاس کا میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں اپنے دوستوں کے توسط سے اپوزیشن کے تو سط سے کہ بلوجستان میں ریکوڈ یک کا مسئلہ، بلوجستان میں سینڈک کا مسئلہ بلوجستان میں NFC کا critical stage issue میں داخل ہو گیا ہے۔ بلوجستان کا پی الیس ڈی پی کا مسئلہ صوبائی اور فیڈرل دونوں، بلوجستان میں بیروزگاری کا مسئلہ، بلوجستان میں تعلیم کی بحراں کا مسئلہ ان ساری چیزوں کو منظر رکھتے ہوئے آپ اندازہ لگائے کہ آپ کو ایک اچھی کمیٹی بنانی ہوگی اور وہ کمیٹی، special committee ہو اس اسمبلی کی، اُس کو آپ chair کریں۔ دوارا کین، تین ارکین، چارارا کین وہاں سے لیں۔ چارارا کین اپوزیشن سے لیں۔ ہم

بڑا ٹیکنیکی ڈسکس کریں۔ یہ صوبے پر ہمارا قرض ہے۔ خُدا جانتا ہے لوگ اپنی بات کو شاید منطق دیل سے بول نہیں سکتے۔ ان کے چہرے پر ان کے ماتھے پر آگر آپ دیکھیں ان کی آنکھوں میں دیکھیں ان کی ماتھے جھریاں دیکھیں، ہر ماں، بہن، بیٹی، بچے کی جو سکول سے محروم ہیں۔ جو آج بھی بلوچستان جو سونے کی چڑیا کھلایا جاتا ہے۔ آج بھی وہاں اگر 8 لاکھ بچے سکول سے محروم ہے۔ یہ ان کا قصور نہیں ہے کہ ان کو انگریزی نہیں آتی، اور دونہیں آتی میری اور آپ کی زبان نہیں آتی۔ چاہے وہ بلوجی میں، براہوئی، پشتو، سندھی، پنجابی، سرائیکی میں ہر گاؤں گلی میں چیخ و پکار رہے اور ہم یہاں بیٹھے ہوئے زد میں پڑے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ مسئلہ بنایا ہوا ہے کہ نہیں جی، ہم 33 رابر لیلیز کر کچے ہیں۔ سب ٹھیک ہے صوبہ ٹھیک چل رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے ایک اہم issue جس کو بلوچستان میں ہم سب نے بڑے اچھے طریقے سے handle کرنا ہیں۔ اُس وقت میں خاران میں تھا، اُس دن میں نے اخبار پڑھا۔ اٹھار ہویں ترمیم، 18<sup>th</sup> Amendment یہ ہے محترم وزیر اعظم جناب عمران خان صاحب کا بیان۔ یہ براور است، ہم اُنکے ساتھ اتحادی ہیں۔ لیکن ہماری جماعت نے اور ہم نے کبھی سیاسی اصولوں پر compromise نہیں کی ہے۔ عمران صاحب کہتے ہیں:

Imran says nothing left for development after debt servicing, provincial transfers, defence, budget.

وہ کہتے ہیں کہ:

Prime Minister Imran Khan said after the 18th amendment the federation has become bankrupt.

یعنی وفاق جو ہے bankrupt اس لیے ہوا ہے کہ اٹھار ہویں ترمیم آگئی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اٹھار ہویں ترمیم کے بعد آئین کے جو آرٹیکل ہے، این ایف سے related، بیشنل فانس کمیشن کے تحت۔ اُس میں صوبوں کا حصہ بڑھ گیا ہے۔ اور صوبوں کو چاہیے تھا کہ ایک اچھی قیادت منتخب کرتے، 2010ء کے بعد اب بلوچستان کی حالت بدلتی تھی۔ یہ الگ بات ہے پیسے آگئے، یہ صحیح ہے کہ صوبوں کو پیسے زیادہ ملے ہیں لیکن یہ ایک جدوجہد جو ہے۔

**جناب اسپیکر:** یا این ایف سی ایوارڈ اور اٹھار ہویں ترمیم میں میرے خیال وہ تو علیحدہ، علیحدہ ہیں۔ این ایف

سی ایوارڈ تو پرانا ایک وہ چل رہا ہے۔ اٹھار ہویں ترمیم میں وہ ڈیپارٹمنٹس devolve ہوئے ہیں۔ جناب شناع اللہ بلوچ: میں جناب اسپیکر! اس کی clarification اس طرح کروں کہ اٹھار ہویں ترمیم سے پہلے، جب اٹھار ہویں ترمیم introduce ہوا تو اس سے پہلے بہت سارے مجھے وہ وفاقی حکومت کے پاس تھے۔ اس میں زراعت۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ تو صحیح ہے، اس کے خرچے کم ہو گئے ہیں سارے devolve کر کے۔

جناب شناع اللہ بلوچ: اچھا! جب خرچے کم ہو گئے ہیں تو نئی این ایف سی کی composition بھی ہوئی 2010ء میں۔ جب 2010ء میں پہلی اٹھار ہویں ترمیم پاس ہوا۔ اٹھار ہویں ترمیم میں ایک کلاز ہے آڑکل 160 جس کو کہتے ہیں۔ آئین کی شق 160 پھر آئین کی ایک شق ہے اسکو (3) 160 کہتے ہیں۔ آڑکل 160 سب سیکشن 3۔ اس میں یہ دیا گیا ہے کہ اب پانچ سال کے بعد این ایف سی کا تعین ہو گا اور صوبوں کی جو وسائل ہیں یا پسیے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ تو میرے خیال میں پہلے بھی چل رہا تھا۔

جناب شناع اللہ بلوچ: نہیں جناب والا! اس سے پہلے این ایف سی تھی۔ لیکن اس سے پہلے این ایف سی میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اسکی composition جو ہے، وہ اسکا وسائل کی تقسیم، اس میں وفاق کو 80% ملتے تھے۔ 20% صوبوں کو۔ ابھی جا کے تقریباً 52%-53% صوبوں کو ملتے ہیں۔ اور باقی فیڈریشن کو تو تقریباً آزاد ہے سے کچھ زیادہ۔ ابھی آڑکل سب سیکشن تحری کے تحت صوبوں کو زیادہ ملنا چاہیے۔ ہم نے این ایف سی کے تحت ایک بہت کلاسک بلوچستان کا کیس پچھلے اسمبلی کے سیشن میں انکو تیار کر کے دیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اخباروں میں رپورٹ ہو رہا ہے کہ بلوچستان کے وزیر موصوف اور بلوچستان سے کوئی بہت اچھی نمائندگی نہیں ہوئی، بلوچستان این ایف سی ایوارڈ کے تحت بلوچستان کی حکومت نہیں گئی۔ بلوچستان کی نمائندگی پہلے این ایف سی اجلاس میں نہیں تھی۔ یہ کس بنیاد پر نہیں تھی؟ کوئی technical issue ہو گا؟ لیکن بلوچستان کا، جس وقت سی پیک کا critical issues چل رہا ہو، پی ایس ڈی پی کا چل رہا ہوا اور آپ کے ہاں خشک سالی کا issue چل رہا ہو۔ بلوچستان میں 86% غربت، multi-dimension poverty index کیا جبکہ غربت، اسٹیٹ بینک verify کرتا ہے، کہتا ہے، ایسی صورت میں آپ کو classic سی strong لیڈر شپ کے ساتھ، دلائل کیا تھے جا کے اسلام آباد کے ساتھ آپ کو انپا کیس لڑنا تھا۔ اور خبر پختونخوا کی حکومت نے 28 نر اسکو ارکل میٹر پر مشتمل فٹا کو جب merge کیا ہے وہ جناب والا! بہت بڑا

مطالبه کر رہے ہیں کہ آپ کے 28 ہزار اسکوائر کلومیٹر شامل کر لیا ہے۔ تو آپ مہربانی کر کے ہمیں این ایف سی سے بہت بڑا share دیں۔ ہماری تکلیفیں، مشکلیں ہماری غربت، بدحالی، جاہلیت، تعلیمی، روزگار ان سب کو رکھ کر۔ یہ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اس حکومت کو سمجھنا چاہیے کہ حکمرانی کے کچھ tools ہوتے ہیں، کچھ instruments ہوتے ہیں۔ اپوزیشن کو دبانا، اپوزیشن کے حلقوں میں مداخلت کرنا، اپوزیشن کے ایک کروڑ، دو کروڑ روکنایہ گورننس نہیں ہے۔ خدا جانتا ہے ہم اس سے نکلنا چاہتے تھے۔ ہم بلوچستان کو ایک مست دینا چاہتے ہیں۔ اور آپ سے گزارش ہے جناب والا! کہ اسی لیے کہ جب ایک کمیٹی بنے گی۔ ہم یہ اسمبلی جو ہے کم از کم بڑی اس کمیٹی میں پیٹھ کر، ہمیں ایک وہ watch-dog کی طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ جانا چاہیے۔ جناب اسپیکر! دوسری ایک بات توجہ چاہیے۔ کیونکہ جلاس کا آخری دن ہے۔ کل ہم نہیں آسکے۔ میں نے شروع میں ایک call-attention notice طلباء تنظیموں پر پابندی کے حوالے سے ہے۔ یہ میری حکومت سے استدعا ہے۔ بلوچستان سیاسی طور پر سب سے باشمور صوبہ کہلاتا ہے۔ اور اسی لئے کہلاتا ہے کہ بلوچستان میں اظہارِ رائے کی آزادی موجود ہی ہے۔ انجمن سازی کی اجازت دی گئی ہے۔ اور یہ پاکستان کے آئین کے آئیکٹز میں، بنیادی جو ہمارے انسانی حقوق ہیں، اُمیں جناب والا! یہ دونوں چیزیں guaranteed ہیں، اُن کا تحفظ دیا گیا ہے۔ ہم طلباء تنظیموں پر اس لیے پابندی عائد کرتے ہیں کہ شاید لوگ اسکولوں اور کالجوں میں جو ہے این ایف سی پر۔۔۔ (مداخلت)

**سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی):** جناب اسپیکر! تھوڑی سی گزارش ہے۔ میرے فاضل دوست پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں، zero-hour میں بول رہے ہیں، ایک topic نہیں، بچا س topics پر وہ بات کر رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** دیکھو! مسائل بہت زیادہ ہیں۔ یہ اپوزیشن کی طرف سے one point agenda ہے۔ میرے خیال سے اس پر شائع صاحب آپ کا ہو گیا۔ دراصل یہ کہ بات اپوزیشن کی نہیں ہے، چیزوں کو بہتر کرنے کیلئے پلانگ ہو رہی ہے۔ تو اُس میں تھوڑا بہت ثامنگ لگے گا، صرف نہیں ہے پورا گورنمنٹ اور اپوزیشن کا دونوں کا چل رہے ہیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** Thank you

**وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی:** نہیں نہیں، مجھے سمجھنہیں آئی جناب! میں اس ڈولپمنٹ پر اعتراض ہیں

نہیں کر رہا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** میں نے کہا کہ ڈولپمنٹ کی اسکیمیں یہ نہیں ہیں کہ اپوزیشن کے حلقوں میں نہیں ہیں۔  
گورنمنٹ کے حلقوں میں ہیں۔

**وزیر ملکہ خوراک و بہبود آبادی:** میری عرض سنیں، طلباء تنظیم آگئی۔ essential services پر آگئی، عمران خان کا بیانیہ آگیا، اللہ آپ کو نیکی دے، یہ سارے مطلب گذوڑ کر رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** ویسے ہی آپ کے پاس کام نہیں ہے، اچھا ہے بولنے دو انکو گورنمنٹ کے کام نہیں ہے۔

**وزیر ملکہ خوراک و بہبود آبادی:** نہیں، نہیں گورنمنٹ کے پاس کام ہے۔ ایسے نہیں ہو گا اسپیکر صاحب!  
آپ mention کر دیں، رولنگ دیں کہ یہ zero-hour ہے، یہ پوانٹ آف آرڈر ہے، یہ ہے کیا؟

**جناب اسپیکر:** جی شاء جان! اپنا zero-hour آگے ہو رہا ہے، میں ابھی اسمبلی کی کارروائی شروع کر رہا ہوں، بہت ہو گیا۔ جی wind-up کر دیں۔

**نواب محمد اسلم خان رئیسانی:** Point of public interest Mr. Speaker

**جناب اسپیکر:** میں نے کہا کہ شاید آپ لوگوں کو اچھا لگ رہا ہے آپ سن رہے ہیں آپ لوگ کچھ نہیں کر رہے تھے۔ جی نواب صاحب۔

**نواب محمد اسلم خان رئیسانی:** شاء بلوج صاحب! آپ بیٹھ تو جائیں ایک دفعہ۔ جناب اسپیکر! یہ پچھلے، اب تک پانچویں دفعہ آپ نے جو حکم فرمایا تھا کہ پی اینڈ ڈی سے آپ پلانگ این ڈولپمنٹ کا آن گوئنگ اسکیم اور یہ پلنڈہ منگوائیں گے لیکن آپ نہیں منگوایا ہے۔ جناب والا! اب آج پانچویں دفعہ، میں انتظار میں تھا کہ آپ آتے ہی اس کمیٹی کو آج آپ announce کریں گے، فور آف دی ہاؤس پر۔ لیکن آپ نہیں کیا، بہت افسوس ہے۔ اور میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اپنی بات کی یعنی Chair اپنی بات کی، اپنی رولنگ کی پاسداری نہیں کرتی ہے، تو میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ میں اپوزیشن اراکین واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

**جناب اسپیکر:** سیکرٹری صاحب! ACS کو بلائیں۔ اچھا بھلا آپ لوگ سن رہے تھے، مفت میں ان کو نکال دیا۔ ابھی کون بولے گا؟ بولیں۔

**انجینئر زمرک خان اچزئی (وزیر ملکہ زراعت و کواپریووز)** جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کا، جو

شناء صاحب نے بات کی، شگریدا۔ یہ میں نے کچھ چیزیں نوٹ کی ہیں شناء صاحب کے، ویسے وہ اگر بیٹھے ہوتے تو اچھا ہوتا۔ یہ پی ایس ڈی پی، ٹرانسفرز، پوسٹنگ، اسٹینڈ کمیٹی، بیروزگاری، اٹھارویں ترمیم، این ایف سی ایوارڈ، اسٹوڈنٹس فیڈریشن اور پیٹنیس کیا۔ یہ تو، پوائنٹ آف آرڈر یہ ہوتا ہے کہ آپ کسی چیز کی نشاندہی کریں کہ اسے اسمبلی میں یہ قانون کے خلاف چل رہا ہے۔ point of public importance یہ ہے کہ آپ ایک points کو لے کر public importance کیلئے، اُس پر بات کریں۔ zero-hour کیلئے آپ اگر رکھ لیں، تو سب بات کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ ایک تقریر دیتے ہیں کسی کو اور پورا ایک ایک گھنٹہ یہاں تقریر کرتے ہیں، تو وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن میں اتنا کہہ دوں جناب اپنے کردار صاحب! یہاں پر اسمبلی کے اندر پی ایس ڈی پی پر کوئی کمیٹی نہیں بن سکتی۔ ہماری پی اینڈ ڈی کی کمیٹی بنی، اسٹینڈنگ کمیٹی اسکو دے سکتے ہیں۔ اپوزیشن کا کام بھی ہے کہ وہ تجویز دے دیں، تجویز گورنمنٹ اپنے پاس لکھ لیں گے۔ اس نے اچھی تجویز دی، چاہے اس نے پی ایس ڈی پی کے حوالے سے جوبات کی کہ جی پی ایس ڈی پی، آن گونگ میں اتنا خرچ ہوا ہے، نئی اسکیم ہوئی ہے؟ نہیں ہوا ہے؟ ہم نے نوٹ کر دی ہے۔ پی اینڈ ڈی کے پاس جائیگی۔ اُس پر detail بات کرے گی۔ ٹرانسفر پوسٹنگ ہوتی ہے، ہر گورنمنٹ میں۔ ابھی پتہ نہیں ہے کہ ان کی بات سچ ہے یا سچ نہیں ہے یہ ہم نے نوٹ کیا ہے کہ اگر ناجائز ہوا ہے۔ کوئی ایسی چیز بتائیں جو زیادتیاں ہوئی ہیں۔ اسکو نوٹ کر کے گورنمنٹ اپنی قبلہ دُرست کر لے، اپوزیشن تقید کر سکتی ہے۔ اور تقید کے ساتھ وہ تقید برائے تعیر کر سکتی ہے۔ ہم اب ٹریزری پیپرز اسکو نوٹ کرتے ہیں کہ جی! آپ اچھی تجویز دے دیں۔ ابھی کس چیز کی پی ایس ڈی پی کی کمیٹی بنے گی، مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے؟ یہ کس قانون کے تحت پی ایس ڈی پی کو یہ بائیں گے، کوئی ہے؟ ہم بھی نہیں بنا سکتے ہیں۔ اپنے departments موجود ہیں، سارا کچھ موجود ہے یہاں پر۔ شناء صاحب کس چیز کی کمیٹی بانا چاہتے ہیں کہ جی وہ پی ایس ڈی پی کی کمیٹی یہاں سے بنو کے جائیں گے؟ یعنی یہ کون ہوتا ہے کہ یہ پی ایس ڈی پی بنا دیں گے؟ ہم بھی نہیں بنا سکتے ہیں۔ ہمارے جو قانون اور رولز اور پلانگ کمیشن کی پالیسی کے تحت جو بھی طریقہ کا رہے، اس طریقہ کا رہا میں اگر کوئی خامی ہے، تو بتا دیں۔ اپوزیشن یہاں بتائیں گے، ہم نوٹ کر کے آگے اپنی کیبینٹ میں لے جائیں گے اور اُس پر فیصلہ کریں گے۔ اگر یہ کہتے ہیں ”کہ جی پی ایس ڈی پی بھی ہم بنا میں گے، ٹرانسفرز، پوسٹنگ بھی ہم کریں گے۔ فلاں چیز جو اٹھا رہو ہیں ترمیم میں“، ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کی نظر سے اگر گزری ہو، اخبار میں اتنا بیان تھا کہ جام صاحب نے کہا کہ جی ہم این ایف سی ایوارڈ پر کوئی compromise نہیں کریں گے اور جب compromise نہیں کریں گے تو اس کا مقصد

یہی ہے کہ بلوچستان کے اور اپنے حق کیلئے لڑیں گے، چاہے وہ این الیف سی ایوارڈ میں ہو، چاہے کسی چیز میں ہو، فیڈرل میں اتنی بڑی بیان front-page پر ”جنگ“، ”خبر میں، ”مشرق“، اخبار میں لگا ہوا تھا۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں سے کہ آپ تجویز دے دیں، اُس تجویز کو گورنمنٹ دیکھ کے اپنی پالیسی میں ڈال دیں گے اگر آپ نے صحیح تجویز دی اگر آپ کے۔۔۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن ارکین و اک آؤٹ ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

دیکھو بھائی جان اگر آپ ہمیں موقع نہیں دیں گے تو ہم آپ کو بھی موقع نہیں دیں گے جناب اسپیکر! دیکھیں کچھ چیزیں جو ہیں ان کی صحیح ہے اگر ٹرانسفر، پوشینگ کوئی غلط ہوا ہے، یہ نشاندہی کریں کہ جی یہ غلطی ہوئی ہے وہ ڈیپارٹمنٹ لے کے اپنا صحیح کر لیں گے اس نے کہا کہ جی یہ روزگاری ہے یہ روزگاری کیلئے تو میں آپ کو کہہ دوں۔۔۔ (مداخلت)

**نواب محمد اسلام خان رئیسانی:** جناب اسپیکر صاحب! جناب زمرک خان! گورنمنٹ اپوزیشن کو ساتھ لیکر چنان چاہتی ہے یا نہیں؟ بات صاف ہے اگر گورنمنٹ اپوزیشن کو ساتھ لیکر چنان چاہتی ہے تو ہمیں آپ بتائیں کیونکہ آپ اپنی رولنگ پرنٹسٹھرے آج۔ یہ میں بار بار یاد دہانی کرتا تھا ہوں کہ پی ایس ڈی پی پر، on-going پر بھی ہم بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے اسکیوں پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم گودر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم زمینوں کی الامنیت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے قوم پر ایک اور بہت خفیہ طریقے سے بنایا جا رہا ہے۔ ہم اُس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہم بلوچستان کے ہر مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہم سے بات نہیں کرنا چاہتے ہیں، آپ بلوچستان کے عوام کی بات نہیں سننا چاہتے ہیں، آپ کہہ دیں آپ کا بہت شکر یہ۔ جناب اسپیکر! میرا جی نہیں چار ہاتھ میں آؤں، کیونکہ آپ کو اپنی زبان کی پاسداری کرنی چاہیے۔

**جناب اسپیکر:** جی شکر یہ نواب صاحب! میں نے ACS کو بیلا یا ہے۔ ACS کو phone کر دیں

آپ نے سیکرٹری صاحب؟

**وزیر پنجکہ زراعت و کاؤپریوٹز:** ذرا ایک منٹ مجھے سن لیں۔ آپ کو نمبر دوں گا حاجی صاحب! ایک منٹ اگر مجھے سن لیں، میں بیٹھ جاؤں گا پھر آپ بات کر لیں۔ جناب اسپیکر صاحب! نواب صاحب ہمارے بڑے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** zero hours میں ابھی بات کریں گے۔۔۔ (مداخلت) آپ بھی سنارہے ہیں وہ بھی سنائیں گے۔ با تیں ہی بچی ہوئی ہیں الحمد للہ ابھی با تیں ہی بچی ہوئی ہیں جی۔

**وزیر مکملہ زراعت و کواہ پریزو:** میں یہ کہہ رہا ہوں کہ نواب صاحب نے جو باتیں کی ہیں۔  
**جناب اسپیکر:** zero hours میں اس کے بعد۔

**وزیر مکملہ زراعت و کواہ پریزو:** میں دو منٹ آپ کا ٹائم لوں گا۔ نواب صاحب ہمارے بڑے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ نواب صاحب جانتے ہیں، وہ پانچ سال وزیر اعلیٰ بھی رہے ہیں۔ جتنی بھی باتیں اُس نے کی ہیں، چاہے سی پیک ہو، چاہے پی ایس ڈی پی ہو، چاہے کوئی بھی ہو۔ اٹھارہویں ترمیم کے حوالے سے۔ اٹھارہویں ترمیم تو ہم نے سننا تھا کہ ختم کر رہے ہیں وہاں مرکز میں لیکن ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہم کبھی بھی اٹھارہویں ترمیم کو واپس نہیں ہونے دیں گے کہ وہ چلی جائے۔ ابھی جو بھی این ایف سی ایوارڈ ہو، جس پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں اپوزیشن ہم تیار ہیں۔ ہر چیز پر بات کرنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن کچھ روایات، کچھ rules ہوتے ہیں، ہم ان rules کو یہاں اسمبلی میں پامال نہیں کر سکتے ہیں۔ نواب صاحب کہہ دیں، جدھر بھی چاہے ابھی بات کرنا چاہتے ہیں، ہم تیار ہیں۔ بعد میں بات کرنا چاہتے ہیں، ہم تیار ہیں۔ کوئی ایسی چیز بتا دیں کہ اس میں گورنمنٹ نے یہ غلطی کی ہے؟ ہم اس غلطی کو دوڑ کرنے کیلئے جو بھی چیزیں point-out کر دیں، ہم بالکل حاضر ہیں۔

**نواب محمد اسلام خان رئیسانی:** ہم یہاں بیٹھے ہوئے، دوسری طرف سے تیری طرف سے ہم سارے عزیز ہیں، ہم ایک ٹمن کے باسی ہیں۔ میں آپ کو بہت بتاؤں گا کہ یہ گورنمنٹ کیا کر رہی ہے، آپ کیا بات کرتے ہیں؟ دیکھیں! میں جو صحیح سے بول رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ بیٹھیں، ہمارے ساتھ ہر مسئلے پر بیٹھیں بات کریں، یہ کوئی بات نہیں، ہم ہر مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں بلوچستان کا جو یہ ایک سال رہا ہے ہم اُسکے مسئلے پر بھی آپ سے بات کریں گے آپ کیا بات کرتے ہو یا! اللہ کو مانو! نہیں اس طرح بالکل نہیں چلے گی۔

**جناب اسپیکر:** یہ zero-hours میں کرتے ہیں۔ میں ہاؤس کی طرف سے چنگیز خان جمالی، سابق وفاتی وزیر کو بلوچستان اسمبلی میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ وقفہ سوالات۔ جناب اختر حسین لانگو صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 34 دریافت فرمائیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) کارروائی نہیں ہو گی، پھر ایک تحریک ہے اس تحریک پر debate ہو، پھر اس کے بعد اگر سوالوں کے جواب نہیں دیتے ہیں پھر جناب اصغر خان اچکزی صاحب کی جانب سے تحریک التوا نمبر 1 موصول ہوئی ہے اور قواعد و انصبار کار بلوچستان صوبائی اسمبلی۔۔۔ (مداخلت۔شور) قواعد و انصبار کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر۔۔۔ (مداخلت۔شور) اس کو پھر zero-hours میں کر لیتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور) جی آپ بات

کر لیں لیکن اس طرح میں پابند نہیں ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 20 مارچ 2019ء کو وضع زیارت کے علاقے سنجاودی کے قریب لیویز چیک پوسٹ پر نامعلوم افراد کے حملے میں چھ لیویز اہلکار جاں بحق ہو گئے تھے۔ اس سے قبل صوبے کے مختلف علاقوں میں بھی اس طرح کے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ جبکہ زیارت جیسے پُر امن علاقے میں یا اپنی نوعیت کی پہلا واقعہ ہے۔ چونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم عوامی اہمیت کے حامل۔۔۔ (داخلت۔شور) تو کروناں اُس پر وہ تو آ جائیں گے ناں یہ کارروائی نہیں ہے۔۔۔ (داخلت۔شور) سنیں تو صحیح یہ قرار داد نہیں ہے یہ تو زیارت میں شہید ہوئے ہیں اُن کے۔ یہ تحریک التوانہیں ہے یہ تو آپ کے اپوزیشن کی طرف سے ہے، گورنمنٹ کی طرف سے ہے کہ جو شہید ہوئے ہیں اُن کے لیے ہے۔۔۔ (داخلت۔شور) آیا تحریک التوانہبر 1 کو پیش کریں؟ ACS کو بلایا ہے ACS کو بلایا ہے آیا تحریک التوانہبر 1 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ چونکہ تحریک التوانہبر 1 کو ایوان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے لہذا جناب اصغر صاحب اپنی تحریک التوانہبر 1 پیش کریں (داخلت۔شور) اُن کو بلائیں ہے اُسکا ACS کو بلائیں۔۔۔ (داخلت۔شور)

**جناب نصراللہ خان زیرے:** آپ کمیٹی announce کر دیں، آپ کمیٹی announce کر دیں۔  
**جناب اسپیکر:** یہ کمیٹی اس طرح announce نہیں ہو گا۔۔۔ (داخلت۔شور) اچھا! مجھے پتہ نہیں تھا اچھا ہے بتا دیا۔ ACS کو بلایا ہے۔ آپ اپنی مرضی کی بات کرتے ہیں۔ ACS کو بلایا ہے۔۔۔ (داخلت۔شور)

**جناب اصغر خان اچھزی:** تحریک التوانہبر 1۔ میں اسمبلی قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ کہ مورخہ 20 مارچ 2019ء کو وضع زیارت کے علاقے سنجاودی کے قریب لیویز چیک پوسٹ پر نامعلوم افراد کے حملے میں چھ لیویز اہلکار شہید ہو گئے۔ اس سے قبل صوبے کے مختلف علاقوں میں ایسے واقعات پیش آتے رہے ہیں جبکہ زیارت جیسے پُر امن علاقے میں یا اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔ چونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔۔۔ (داخلت۔شور)

**جناب اسپیکر:** میں نے ACS کو بلایا ہے۔ چونکہ اسی نوعیت کا تحریک التوانہبر 2 جناب نصراللہ زیرے کی جانب سے موصول ہوئی ہے جو پڑھ کے سناتا ہوں۔۔۔ (داخلت۔شور) تحریک یہ ہے کہ مورخہ 21 مارچ 2019ء کو سنجاودی میں لا لکٹھائی لیویز چیک پوسٹ پر دہشتگردوں کی جانب سے دہشتگردانہ حملہ کی نتیجے

میں چھ لیویز الہکار کی شہادتوں کا المناک واقعہ پیش آیا ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نویعت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لاایا جائے۔ آیا تحریک نمبر 2 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟ چونکہ تحریک التوانیمber 1 اور تحریک التوانیmber 2 ایک ہی نویعت کے حامل مسئلے سے ہیں لہذا تحریک نمبر 1 اور تحریک التوانیmber 2 کو لکپ کیا جاتا ہے چونکہ آج رواں سیشن کا آخری دن ہے لہذا لکپ شدہ تحریک التوانی کو بھی آج اجلاس کے آخر میں بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔

**جناب اصغر خان اچنڈی:** شکریہ جناب اسپیکر۔۔۔ (مداخلت۔شور)

**جناب اسپیکر:** جناب انجینئر زمرک خان، صوبائی وزیر، ملک نعیم خان بازی، مشیر برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان، جناب اصغر خان اچنڈی، محترمہ شاہینہ کاٹر، ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 16 پیش کریں۔

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** مشترکہ قرارداد نمبر 16۔ (مداخلت۔شور)

ہرگاہ کہ ضلع قلعہ عبداللہ کے تحصیل چمن، تحصیل قلعہ عبداللہ اور تحصیل گلستان سوئی گیس جیسی قدرتی نعمت سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے علاقے کے عوام کوخت مشکلات کا سامنا ہے۔ (مداخلت۔شور)

**جناب اسپیکر:** ACS صاحب کو بلا یا ہے۔

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ اس اہم عوامی مسئلہ کے حل کیلئے تحصیل چمن، تحصیل قلعہ عبداللہ اور تحصیل گلستان کیلئے سوئی گیس کی منظوری کیلئے عملی اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساسِ محرومی کا ازالہ ممکن ہو سکے۔ (مداخلت۔شور)

**جناب اسپیکر:** مشترکہ قرارداد نمبر 16 پیش ہوئی، کیا محرکین میں سے کوئی ایک اس کی admissibility پر بات کرنا چاہیں گے (مداخلت۔شور)

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** جناب اسپیکر صاحب! یہ جو گیس کے لیے ہم نے قرارداد پیش کی ہے یہ قرارداد ہم نے نواب اسلم صاحب کے دور میں بھی پیش کی تھی۔ تو ہم نے اس کی منظوری لے لی تھی۔ اس کا جو estimate تھا وہ ایک ارب سے زیادہ ہو گیا۔ تو اس لیے حکومت نے اسکو چھوڑ دیا (مداخلت۔شور)

**جناب اسپیکر:** میں نے ACS کو بلا یا ہے۔

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** ابھی ہم یہ چاہتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ان کو چھوڑ دیں آپ ہماری

طرف توجہ دے دیں۔ انہوں نے مجھلی بازار بنایا ہے۔  
جناب اسپیکر: یہ اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔

**وزیر مکملہ زراعت و کاؤنٹری ٹیوز:** ہم چاہتے ہیں کہ ضلع قلعہ عبداللہ جو یہاں سے ستر کلو میٹر پر ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وفاقی حکومت سے رابطہ کر لیں کہ ہماری سوئی گیس کا مسئلہ حل کریں۔ اور یہ سب سے نزدیک ترین ضلع جو ہے کوئٹہ سے بھی یہ ضلع قلعہ عبداللہ کا بارڈر ملتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وفاقی حکومت سے ہم یہ منظور کروادیں کہ وہ ضلع قلعہ عبداللہ کیلئے سوئی گیس کی منظوری دے دیں۔ اور یہ چن بارڈر تک جو یہ ایک انٹرنیشنل جو routes ہیں اور یہ افغانستان، ازبکستان تک جاتا ہے۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ اس کی منظوری دی جائے جناب اسپیکر صاحب! قرارداد کی منظوری چاہیے۔

**جناب اسپیکر:** آیا مشترکہ قرارداد نمبر 16 کو منظور کیا جائے؟ مائیک بند بولیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)  
**میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مکملہ مال):** جناب اسپیکر! یہ اور علاقے بھی شامل کیے جائیں، جس میں نصیر آباد، صحبت پور، اور ڈسٹرکٹ جعفر آباد ہے۔ ہمارے علاقے سوئی سے کوئی تقریباً پندرہ، بیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے، وہاں آج تک کسی ضلع کے اندر یا نصیر آباد ڈویژن کے اندر سوئی گیس نہیں ہے اس کو قرارداد میں شامل کیا جائے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

**وزیر مکملہ مال:** جناب! اپوزیشن والوں کے علاقوں کو بھی شامل کیا جائے۔ آپ لوگ اسی لیے بول رہے ہیں کہ اپنے لوگوں کی یہاں بات کر رہے ہیں۔ آپ کے علاقے کے لوگوں کے پاس گیس نہیں ہے وجہ تو ہے۔ آپ کس چیز کی بات کر رہے ہو۔۔۔ (مداخلت۔شور) جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک اہم نویعت کی قرارداد ہے اس میں پورے بلوچستان کے علاقے شامل کیے جائیں گیس فراہم کیا جائے۔۔۔ (مداخلت۔شور)

**ملک نصیر احمد شاہ ہواني:** جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب اسپیکر:** سلیم احمد کھوسہ رہا ہے کہ جن علاقوں میں گیس نہیں ہے ان کو بھی شامل کیا جائے۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 16 کو منظور کی جائے، ترمیم کے ساتھ؟۔۔۔ (مداخلت۔شور) مشترکہ قرارداد نمبر 16 منظور ہوئی۔ جناب محمد عارف محمد حشی صاحب، صوبائی وزیر اور محترمہ بشری رند صاحب، رکن صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 17 پیش کرے۔ (مداخلت۔شور) میں نے سرکاری کارروائی روکی ہے میں نے ACS کو بلا لیا ہے۔ (مداخلت۔شور) تو ہوا ہے اُسکو ابھی کر رہے ہیں ناں۔ یہ کوئی ضروری ہے دیکھیں! ایک بات کر رہا ہوں، کارروائی نہیں ہے، سرکاری کارروائی نہیں ہے ناں۔ سرکارروائی نہیں ہے ناں۔

اوپر ہے سرکاری کارروائی اس طرح نہیں بنائیں گے نا اب مغرب کی نماز کیلئے وقفہ کر کے میں ACS کو بلاوں گا۔ (مداخلت-شور)

**محترمہ بشری رند:** مشترکہ قرارداد نمبر 17۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ والبند دین تازیارت، بلاؤش ڈسٹرکٹ چائی سڑک کی تعمیر جو عرصہ دراز سے تعطل کا شکار ہے کی تعمیر کو فوری طور پر ہنگامی بندیاں پر اٹھایا جائے اور نیشنل ہائی وے اتحاری کوتا کیدی کی جائے کہ وہ جلد از جلد اس سڑک کی تعمیر کو یقینی بنائے تاکہ وہاں کی عوام کو مواصلات کی بہتر سہولیات میسر ہو سکیں۔۔۔ (مداخلت-شور)

**جناب اسپیکر:** اس کو کر کے پھر کارروائی شروع کرتے ہیں (مداخلت-شور) جی مشترکہ قرارداد نمبر 17 پیش ہوئی، کیا محکمین میں سے کوئی اس کی admissibility پربات کرنا چاہیں گے؟

**محترمہ بشری رند:** یہ فیڈرل گورنمنٹ کے فنڈ زیباں اس لیے۔۔۔ (مداخلت-شور) میں نے کہا یہ فیڈرل گورنمنٹ سے اس کے فنڈ زجو ہیں وہ منظور ہو چکے ہیں اور یہاں سے قرارداد پاس ہونے کے بعد اس سڑک کی تعمیر میں جو رکاوٹیں ہیں وہ دُور ہو جائیں گی اور وہ یہ کام شروع کر دیں۔۔۔ (مداخلت-شور)

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** قرارداد کی حمایت میں ہوں۔ یہ ان کی قرارداد ہے کہ یہ والبند دین سے زیارت تک اسکو complete کیا جائے آپ منظوری لے لیں۔ ہمیں منظور ہے۔۔۔ (مداخلت-شور)۔

**جناب اسپیکر:** نہیں پہلے تو بات کرو، ACS سے بات کرو، کمیٹی بعد میں بنائیں گے۔ گورنمنٹ کے معاملات کو۔۔۔ (مداخلت-شور)۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 17 کو منظور کیا جائے؟۔۔۔ (مداخلت-شور) مشترکہ قرارداد نمبر 17 منظور ہوئی۔۔۔ (مداخلت-شور)

**جناب نصراللہ زیرے صاحب!** اپنی zero-hour سے متعلق عوامی اہمیت کے حامل معاملات کی بابت پیش کریں اس کو بھی کر لیتے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ کر لیں۔۔۔ (مداخلت-شور)

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** ثناء صاحب چلے گئے سیٹ پر سے۔ آپ بھی جائیں اختر لانگو صاحب! نماز کا وقفہ دے دیں جناب اسپیکر صاحب۔۔۔ (مداخلت-شور)

**جناب اسپیکر:** آپ لوگ اپنی سیٹوں پر جائیں، میں مغرب کے نماز کے بعد ACS سے بات کر لیتا ہوں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں اس طرح کمیٹی کوں سی بنائیں۔۔۔ (مداخلت-شور) نہیں میں ان سے پوچھیں۔

**میرا ختر حسین لانگو:** جناب اسپیکر صاحب! آپ کمیٹی بنائیں۔

**جناب اسپیکر:** کس چیز کی کمیٹی بنائیں؟ یہ اسمبلی کا کام ہے آپ zero-hour کو شروع کریں تو پھر میں جا کے اُن سے۔۔۔ (داخلت-شور) میں نے کہا آپ zero-hour شروع کریں، مغرب کی نماز ہو گئی، میں ACS سے پوچھتا ہوں۔۔۔ (داخلت-شور) مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ ملیں گے اسمبلی میں۔

(وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ جناب ڈپٹی اسپیکر کی صدارت میں شام 07 بجکر 55 منٹ پر شروع ہوا)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** السلام علیکم۔ اللہ ار رحمٰن الرّحيم۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** جناب اسپیکر صاحب!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مک صاحب! یہ تحریک التاپ جو بحث ہو رہی ہے، میرے خیال سے مختصر بحث اس پر زیرے صاحب کریں۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** میرے خیال میں جناب اسپیکر! اگر آپ مجھے پانچ منٹ دے دیں میں اس پر پہلے بھی دو دفعہ اٹھ چکا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** بالکل ہمارے لیے محترم ہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** جناب اسپیکر صاحب! میں نے عبدالقدوس صاحب سے بہت کوشش کی کہ پھر مظاہرے بھی یہاں ہوئے اُس کے بعد وہ شاید اسپیکر صاحب۔

**وزیر مکملہ زراعت و کاؤپریٹوں:** جناب اسپیکر صاحب! میں صرف ایک welcome کہتا ہوں۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

**وزیر مکملہ زراعت و کاؤپریٹوں:** حاجی صاحب! ایک منٹ خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

**وزیر مکملہ زراعت و کاؤپریٹوں:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مک صاحب! آپ دو منٹ دے دیں۔

**وزیر مکملہ زراعت و کاؤپریٹوں:** انженئر دارو خان اچکزئی بیٹھے ہیں، ان کو welcome کہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی مک صاحب۔ جی ہم سب ان کو welcome کہتے ہیں۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ہم بھی ان کو اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے welcome کہتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں موجودہ جو اجلاس ہو رہا ہے، اس سے گزشتہ جتنے بھی اجلاس ہوئے ہیں، صرف اور صرف وہ ہنگامے، احتجاج، شور و شرابہ اور اس کی نظر ہوا

ہے۔ ہم نے ہمیشہ کوشش کی تھی کہ یہ اسمبلی افہام و تفہیم سے چلے جس طرح بعض دوست اٹھا اٹھ کر یہ کہتے ہیں کہ ہماری پرانی اسمبلیوں کی یہ روایات ہیں۔ تو پرانی اسمبلیوں میں جو روایات تھے اُسیں پھر اس طرح نہیں تھا کہ کسی اسمبلی ممبر جو یہاں اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہے، اپنے علاقے کا نمائندہ ہے، ووٹ لے کر آتا ہے، اُسکے حلقے میں اگر کوئی کام ہو جاتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا؟ کسی دوسرے پرائیویٹ بندے کو جو ہیں ہارا ہو ابندہ ہے، کسی افسر کو لا کر اُسکے ذریعے اُسکے علاقے میں کام کیا جاتا ہے۔ پہلے تو ہم جناب اسپیکر صاحب! یہ کہتے تھے کہ پی ایس ڈی پی، پی ایس ڈی پی۔ اور اسی پی ایس ڈی پی پر یہاں ریکوزیشن اجلاس بھی بلا یا گیا۔ اُس پر ہم نے میرے خیال میں دس بارہ دن یہاں بحث بھی کی۔ لیکن آخر میں ہمارا یہی مطالبہ تھا اپوزیشن اور حکومت مل کر اس پی ایس ڈی پی پر کوئی افہام و تفہیم پیدا کریں۔ کہ بجائے وہ پی ایس ڈی پی کی آج عدالت میں اُس پر عدالت کوئی فیصلہ کرے، اُس سے بہتر ہے کہ یہ ایوان ہمارے نمائندے بیٹھ کر اُس پر فیصلہ کریں۔ لیکن میرے خیال میں اس پر اس وقت کوئی کمیٹی نہیں بنی چلتا گیا۔ اس وقت جو پی ایس ڈی پی پڑی ہوئی ہیں اور اس پر احتجاج ہو رہا ہے اخبارات کے ذریعے ہم سنتے ہیں کہ اس پی ایس ڈی پی میں، جس طرح شاء بلوج نے کہا کہ اس پی ایس ڈی پی میں جو ایک اندازے کے مطابق۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارا یہ خیال تھا کہ اس پی ایس ڈی پی پر ہم جب بات کریں گے۔ پھر آپ کوئی رونگ دیں گے۔ اس پر جو ہمارے خدمات ہیں، مل بیٹھ کر ان خدمات کو دور کیا جائے گا۔ لیکن جب گزشتہ اسمبلی میں قائد ایوان صاحب آئے اور انہوں نے جس طرح جارہانہ انداز میں تقریر کی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** سب اپنے موبائلز چیک کر لیں کس کا موبائل 050 ہے۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** یہ زمرک خان! جب اپوزیشن کا کوئی بندہ تقریر کرتا ہے، تو وہ اپنا یہ موبائل۔ اُن کے موبائل 050 رہتے ہیں۔ اور پھر یہ مداخلت ایک طریقے سے، ٹیکنیکل مداخلت پھر بھی جاری رہتا ہے۔ پھر بھی ہمارا دوست ہے، اُن کی مہربانی کہ آج ہماری بات سن رہے ہیں۔

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** ملک صاحب! پھر آپ لوگ ہماری باقتوں کو بھی سنیں۔

**مک نصیر احمد شاہوی:** سننی پڑی گی بالکل سننی پڑی گی۔

**وزیر مکملہ زراعت و کوآپریٹوں:** میرے خیال میں اسپیکر صاحب آپ پہلے سے ان کو بتا دیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں ایک بار ملک صاحب بات کر لیں۔ تھوڑا مختصر کر دیں۔ اپنی بات

**مک نصیر احمد شاہوی:** بالکل جناب اسپیکر صاحب! میں مختصر اور اس۔ اپنی تقریر کا بالکل ایک یہ فیصلہ کرن

انداز میں میں اسکواں حد تک لے جاؤں گا کہ ہم جب ہم۔ کیونکہ آج ایک ریکوزیشن اجلاس بھی دوبارہ جمع کرار ہے ہیں کہ ایک اور بھی اجلاس ہو۔ اگر آج اس پی ایس ڈی پی کا اور ہمارے حلقوں پر جو مداخلت کافی نصیلہ نہیں ہو جاتا۔ کوئی کمیٹی نہیں بنتی جناب اسپیکر صاحب! ہم چاہیں گے پھر یہ اسمبلی پھر ہم بلا میں گے، پھر بات کریں گے، پھر احتجاج کریں گے اور اس حد تک جائیں گے جناب اسپیکر صاحب! کہ آج ہمارے حلقوں میں، ہمارے عوام بے چینی ان میں پائی جاتی ہیں۔ ہم ان کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔ ہمارے حلقوں میں جناب اسپیکر صاحب! مداخلت اس حد تک ہے کہ ہم بحیثیت نمائندے آج تک ایک پیسے اپنے حلقے میں خرچ نہیں کیا ہے۔ لیکن احمد نواز اور میرے حلقے اس طرح شائع بلوچ اور بہت سارے لوگوں کے حلقوں میں اب بھی جو کام ہو رہا ہے کہ پوچھتے ہیں، سنتے ہیں کہ وہ BAP کے کوئی نمائندے ہیں، انکا کوئی من پسند افسر لا یا گیا ہے۔ وہ گلی کوچوں میں سروے کر رہا ہے۔ وہ اب روڈ بنا رہا ہے۔ تو بات ابھی اس حد تک پہنچی ہے ابھی میرے خیال میں ہم، قائد ایوان بیٹھا ہے۔ **ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں** کہ بحیثیت نمائندہ آپ ہمیں قبول کرتے ہیں یا نہیں؟۔ تین بار سردار صاحب! اگر آپ ہمیں بحیثیت نمائندہ قبول کرتے ہیں، پھر اسی اسمبلی کے اس فلور پر آپ نے اس بات کو ensure کرنا ہو گا کہ آپ ہمارے حلقوں میں سب سے پہلے مداخلت نہیں کرو گے۔ نمبر دو جناب اسپیکر صاحب! میں نے جس طرح پہلے بھی کہا کہ اس پی ایس ڈی پی کا جو ایک شور ہے ایک واپیلا ہے جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا کہ عدالت میں بھی جاسکتے ہیں، ہم روڈوں پر بھی آئیں گے۔ جناب اسپیکر! میں بالکل اسی فلور پر کہوں گا کہ ہم نے اپنے عوام کو یہ تسلی دیتی ہے کہ اس اسمبلی میں بیٹھ کر آگر آپ کے حقوق پر کوئی قبضہ ہو گا، کوئی آپ کی حقوق چھینے گا تو ہم نہ صرف اس اسمبلی کے اندر بیٹھ کر آپ کی بات کریں گے۔ بلکہ روڈوں پر بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور آج بھی جناب اسپیکر صاحب! میں منحصر اس لیے کر رہا ہوں کہ آپ سے ایک آخری دفعہ کیونکہ آج یہ اسمبلی یا آخری اجلاس ہے ہمارا میرے خیال میں اس کے بعد کوئی اجلاس نہیں ہیں آپ سے یہی گزارش کروں گا یہی اپیل کروں گا کہ خدارا! اگر اس اسمبلی میں ہم آہنگی چاہتے ہیں اگر چاہتے ہیں کہ یہ اسمبلی، ہمارا اجلاس ہے۔ بالکل جس طرح سردار صاحب کی یہ کوشش ہے وہ ہمارے مہربان ہے سردار کھیتر ان صاحب۔ اس کی کوشش ہوتی ہے۔ لیکن ان کو اپنے دوستوں کے اندر وہ پذیرائی حاصل نہیں ہیں شاید کچھ اس کا ان کے دوست وہ چاہتا ہے ہم سے وہ ہمیشہ بات کرتا ہے۔ لیکن اُنکے ساتھ وہ اختیار کے ساتھ وہ نہیں آتا ہے۔ اختیار کے ساتھ نہیں آتا ہے۔ تو ہماری گزارش جناب اسپیکر صاحب یہی ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** order in the House

**ملک نصیر احمد شاہواني:** جناب اسپیکر صاحب! ابھی آپ دیکھیں یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ان کی تو میں یہی چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! مختصرًا میں یہی کہوں گا کہ ہمارے حلقوں میں مداخلت بند کیا جائے۔ اور اس پی ایس ڈی پی پر اور آنے والی جو پی ایس ڈی پی بھی ہوگی، ائمیں اپوزیشن اور حکومت کے اراکین، آپ کی سربراہی میں اسپیکر صاحب کی سربراہی میں کوئی کمیٹی بنائیں اور خدا کے لیے ان باتوں کو آپ روڑوں تک نہ لے جائیں۔ اس احتجاج کو آپ بلوچستان بھر میں وسیع نہ کریں۔ ہم نے اپنی پارٹیوں کی حد تک یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اگر ہماری باتوں کو اس اسمبلی کے نہیں سنایا جائے گا تو بالکل ہم اس میں حق بجانب ہیں کہ پھر ہم بلوچستان بھر میں احتجاج کریں گے۔ اس مسئلے کو عوامی عدالت میں بھی لے جائیں گے اور عدالت میں بھی ہم بلوچستان بھر میں گورنمنٹ سے ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ہمیں یہاں کوئی وزیر بنایا جائے یا کسی وزیر کا کوئی مراعات دی جائے۔ لیکن یہ ہے کہ ہم اپنے عوام کے حقوق بالکل مانگنے میں حق بجانب ہے اور اپنے حلقات کے لیے ضرور بات کریں گے بہت مہربانی۔ اور سنخاوی کے مسئلے پر بھی میں تھوڑا بات کروں گا اگر ایک منٹ سنیں۔ جو وہاں نقصانات ہوئے ہیں جو جانیں ضائع ہوئی ہیں وہ لوگ احتجاج پر ہیں آپ اس کو بھی حل کر لیں تاکہ وہ ان کا بھی مسئلہ حل ہو جائے بہت مہربانی۔

**میر احمد نواز بلوچ:** جناب اسپیکر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** احمد نواز! آپ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی لیڈرنے بات کر لی ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیری:** جناب اسپیکر!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** دو منٹ میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔

**جناب نصراللہ خان زیری:** جناب اسپیکر اگر آپ سنیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ایک منٹ! ملک نعیم کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ جی ملک صاحب۔

**ملک نعیم خان بازی:** شکر یہ اسپیکر صاحب یہ ہمارا بھائی ہے ہر طرح ہم لوگ تیار ہیں۔ ہارن دور استہ لو۔ ورنہ برداشت کرو۔ یا گاڑی کراس کرو ورنہ برداشت کرو۔ بہت بہت شکر یہ۔

**جناب نصراللہ خان زیری:** جناب اسپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔ بڑی مہربانی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** نہیں، کس حوالے سے؟

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! جس طرح ہم اور ہمارے تمام اپوزیشن کا آج جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے، اُس دن سے آج تک تمام اپوزیشن احتجاج پر ہیں۔ ہم نے سیاہ پیاس باندھی ہیں۔ ہم نے بھرپور طریقے سے احتجاج کیا ہے۔ جناب اسپیکر! ایک منٹ میں ذرا تحریک التوا پر تو آجائیں گے جناب اسپیکر جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! اس پر ملک صاحب نے تو detail میں بات کی ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! پاکستان ایک فیڈریشن ہے اور یہاں پارلیمنٹی جمہوری نظام ہے اور ہمیں یہاں عوام نے ووٹ دے کر کے منتخب کیا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ میں نے اُس دن بھی کہا تھا کہ اپوزیشن کے 24 ممبر ان مختلف حلقوں سے منتخب ہو کر اس ہاؤس میں پہنچے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ حکومت ان 24 حلقوں کے لاکھوں عوام کو، اگر آپ پورا اندازہ لگائیں کم از کم 50 لاکھ لوگ ان حلقوں میں، ان اپوزیشن کے حلقوں میں رہتے ہیں۔ کیا حکومت ان 50۔ 60 لاکھ لوگوں کا جو حلقوں ہیں ان کو بالکل تمام چیزوں سے وہ ignore کر رہی ہے؟ یقیناً دیکھو! یہ جو 24 ممبر ان ہمارے منتخب ہیں، مختلف حلقوں سے۔ یہ لاکھوں عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ آپ ان حلقوں کو آپ بالکل ignore کر رہے ہو۔ ہم نے تجویز دی۔ جناب اسپیکر مہربانی کر کے آپ You are Custodian of the House ہو۔ اب یہ جو بحران چل رہا ہے اس صوبے میں چل رہا ہے۔ تمام کام ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے۔ law and order situation میں 83 دکانیں لوٹی گئی ہیں۔

**وزیر محکمہ خوارک و بہبود آبادی:** 20 ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** نہیں غلط پورٹ دی ہیں پولیس نے۔ یہ totally غلط پورٹ ہے۔ یہ میرے پاس روپورٹ ہیں۔ یہ انہیں تاجر ان والوں نے آج پولیس کا نفرنس کی ہے۔ اس پولیس کا نفرنس میں 83 دکانیں ہیں۔ ہر بندے کا دکان نام پر ہے۔ یہ کیسے پولیس نے آپ کو پورٹ دی ہیں غلط پورٹ دی ہیں پولیس پر کس طرح یقین ہیں جو 83 دکانوں کو 20 بنا سکتی ہے۔ پھر وہ چوروں کے ساتھ بھی مل سکتی ہیں۔ جنہوں نے ایک رات میں اتنی دکانیں لوٹی ہیں۔ جناب اسپیکر! request کہ آپ مہربانی کر کے جسٹیس ہمارے دوستوں نے کہا اپوزیشن لیدر نے کہا ہمارے دوسرے دوستوں نے کہا آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں جس میں اپوزیشن اور حکومت کے لوگ ہوں۔ وہ جا کر پی ایس ڈی پی کی over-all جتنی بھی situation بن رہی ہے، اُس حوالے سے اس پر بات کریں۔ ہمیں امید ہے، ہماری آواز آپ تک ہے

حکومت تو ہماری آواز نہیں سن رہی ہے، آپ اسپیکر ہو آپ ہماری آواز ہیں۔ آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں آپ نے یہاں ہمارے حقوق کا دفاع کرنا ہے۔ اگر آپ اپوزیشن کے حقوق کا دفاع نہیں کریں گے تو اپوزیشن کہاں جائیگی؟ لامحالہ ضرور ہم روڑوں پر ہوں گے۔ ہم اسمبلی کے باہر اسمبلی لگائیں گے۔ وہاں ہم ہزاروں لوگوں کو جمع کر سکتے ہیں۔ یہاں جو پارٹیاں ہیں، میں نے اُس دن کہا تھا۔ ہم جمع کریں گے۔ لہذا میں آپ سے request کروں گا جناب اسپیکر یہاں rules and regulations ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** زیرے صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کے جو خدمات ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جی آپ کمیٹی بنائیں۔ آپ کمیٹی تشکیل کریں تاکہ یہ معاملہ ختم ہو، ہم تحریک اتواء سنجاوی پر بحث کریں۔ ہم جو ہیں زیر و پوانٹ پر میرا نقطہ ہے توجہ دلاؤں نوٹس ہے جو پستون آباد کے ڈیکٹی کے حوالے سے ہے اُس پر ہم بحث کریں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ایک بار تحریک اتواء کو اُس کے بعد پھر کارروائی آگے بڑھاتے ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** نہیں جناب اسپیکر! کمیٹی آپ تشکیل کریں۔ کمیٹی آپ بنائیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میرے خیال سے آخر میں پھر اس پر بات کرتے ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** نہیں، آپ کمیٹی تو تشکیل کریں ناں۔ یہ آپ کے اختیارات میں ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ دو منٹ تشریف رکھیں کھیتر ان صاحب! جی آپ کیا کہتے ہیں؟ (مداخلت۔ شور) آپ لوگ تشریف رکھیں۔ آپ سب تشریف رکھیں میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں آپ کی باتوں کو میں سن رہا ہوں۔ اب ایک بار سردار کھیتر ان کو سنتے ہیں آپ تشریف رکھیں۔

**وزیر ملکہ خوراک و بہود آبادی:** جناب اسپیکر صاحب شکریہ دو چیزوں پر میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔ ایک تو جوانگی باتیں ہیں وہ بعد میں فل کے ایک پھر لیں نیوز میں ایک بڑی خبر چلی ہے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے تو جب سے میں نے اسکا چارج لیا ہے میرے قائد کے دست شفقت میں فلور آف دی ہاؤس دو، تین چیزوں کا ذکر کروں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ جس دن میں نے چارج لیا فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا تین لاکھ سے زیادہ بوری ہمارے گوداموں میں پڑی تھیں 2016ء سے۔ آج الحمد للہ through out Balochistan ہم نے گودام زیر و کردیا ہے۔۔۔ (مداخلت۔)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** بیٹھ کر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ order in no house

**وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی:** زیر و اس صورت میں کہ ہم نے بحران پیدا نہیں کرنے دیا daily basis پر ہم نے ملوں کو، چکیوں کو بازار میں ہم subsidies rate پر دیتے رہے اور گودام 2016ء کے بعد 2019ء میں یہ کریڈٹ اس حکومت کو جاتا ہے کہ ہم نے ایک بوری تو بڑی بات ہے ایک کلو بھی خراب نہیں ہوا ہے جو 2016ء سے آ رہا تھا۔ چند گھنٹوں پر کیس ہے، پر اپرٹی ٹری ہوئی ہے۔ وہ گندم ایسی ہے۔ 2016ء سے پہلے کی ہے کہ وہ نیب کیسرا اور اینٹی کرپشن میں کچھ لوگ اس ڈیپارٹمنٹ کے جیلوں میں ہیں ان کے کوئی کیس چل رہے ہیں، وہ ہم نے ڈی جی نیب سے، میرے آفیسرز گئے۔ میٹنگز کی ہیں۔ اُسکا بھی ہم حل سوچ رہے ہیں۔ وہ نہ انسانوں کے قابل ہے۔ نہ جانوروں کے قابل ہے تو میں وہ جو نہر ہے۔ میں اسکو use کر رہا ہوں ایکسپریس نیوز والے کو کہ وہ ثابت کریگا۔ اور میں فلور آف دی ہاؤس کہتا ہوں کہ میرے دور میں ایک کلو کی کوئی کرپشن یا ضائع ہوا ہے۔ میں ذاتی طور پر اسکا responsible ہونگا۔ اور میں ہر سزا اٹھانے کو تیار ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** سردار صاحب! آپ موجودہ حالات پر آئیں۔ اسمبلی کے اُس پربات کریں۔ ہم مانتے ہے اس پر آپ کرپشن نہیں کرتے ہیں۔

**وزیر خوراک و بہبود آبادی:** نہیں، نہیں شکر الحمد للہ۔ میں ادھر سے یہ اخبار میں لگا تھا۔ میں اسکو ۔۔۔ کر رہا ہوں محمد اکرم کے نام سے۔ اچھا ب رہ گئی۔ میں ادھر آتا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے۔ میرے قائد نے بھی کہا۔ ہم دونوں آنکھوں سے سرم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ منتخب نمائندے ہیں۔ ہم نے کب کہا کہ وہ جو ہے نال کسی دوسرا جگہ سے خود بخود select ہو کر آئے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں کہا۔ ہم ثابت تجاویز آج بھی لینے کو تیار ہیں۔ کل بھی لینے کو تیار ہے۔ میرے قائد نے بھی کہا ہے۔ میں اپنے ان ساتھیوں کے behalf پر ہر طریقے سے تعاون کرنے کو تیار ہوں، ہم ٹریشری پیچھا کئے ساتھ ہر طریقے سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ دیکھیں کمیٹیاں شکر الحمد للہ دونوں طرف بیٹھیں۔ ایک نتیجے پر پہنچیں۔ اور روزانہ چار، پانچ، چھ کمیٹیوں کے چیئر مین منتخب ہو رہے ہیں۔ کمیٹیاں بن گئی۔ اس august house کو clear کر دیا۔ ہر محکمے کی کمیٹی ہے۔ پی اینڈ ڈی کی کمیٹی ہے۔ فناں کی کمیٹی ہے۔ ایجوکیشن کی کمیٹی ہے جس کا بھی one by one آ جائیں۔ ابھی جیسے تھوڑی دیر پہلے اسپیکر چیئر میں پی ایس ڈی پی کے حوالے سے بات ہوئی۔ جناب اسپیکر صاحب نے ACS کو بیلا یا۔ کل نہیں پرسوں ہم تمام تفصیلات آپکے provide کر دیں گے۔ اُسکے بعد یہ مطالعہ کر لیں۔ اُسکے بعد پی اینڈ ڈی کی کمیٹی بیٹھ جائے اُس پر اُس میں ہم بھی ہے اور یہ بھی ہے۔ ہم ایک ہے۔ یہ ایوان 65 کی صرف کرسیوں کی کوئی رنگ تبدیل نہیں

ہے۔ وہ صرف فرق یہ ہے کہ ہم کبھی بھی بیک آؤٹ نہیں کریں گے۔ نہ کرتے ہیں تجوادیز لے آئیں۔ یا اچھے بلوچستان کیلئے بات کرنا چاہتے ہیں خوبصورت بلوچستان کیلئے بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ محروم بلوچستان کو آگے بڑھانے کو ایجاد کیش سیکٹر میں۔ ہیئتھ سیکٹر میں۔ کسی بھی سیکٹر میں۔ ہم خوش آمدید کہیں گے۔ ہم بیٹھنے کو تیار ہے احتجاج کیوں کرتے ہیں مسئلہ کیا ہے؟ کوئی نہیں ہے۔ پی ایس ڈی پی پر آپ نسм اللہ۔ ابھی آپ نے consensus بنایا۔ پرسوں شام کو آپکوں جایگا۔ اُس میں آپ پوائنٹ آؤٹ کریں یہ غلط۔ ہم کہیں گے آپس میں بحث کر لیں گے یہ غلط۔ صحیح؟ یہ میں گارنٹی سے کہتا ہوں۔ میں اپنے قائد کے behalf پر۔ میں اپنے ٹریئزری پیپرچر اپنی حکومت کے behalf پر۔ کہ ماں میں جو ہوا ہم اسکو دہرانا نہیں چاہتے۔ نہ ہم کسی کو موردا الزام ٹھرا تے ہیں۔ اس موجودہ حکومت میں میرے قائد کی سربراہی میں۔ میں گارنٹی دیتا ہوں میں اپنی ٹریئزری پیپرچر کی طرف سے اپنی حکومت کی طرف سے کہ کسی کا حلقة ignore نہیں ہو گا۔ کسی کا بھی حلقة۔ مل بیٹھ کر۔ یہ نہیں ہے کہ کل۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ مجھے بات complete کرنے دیں please کرنے دیں ڈولپمنٹ کے حوالے سے جوانکے خدشات ہیں۔ میں چلیخ دیکر کہتا ہوں کہ کسی کا حلقة بھی محروم نہیں ہو گا دیکھیں! ہوا ہو گا۔ میں مان لیتا ہوں ہوا ہو گا۔ آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں۔۔۔ (مداخلت) نہیں ہوتا رہے گا۔ نہیں ہم نہیں کرنے دیں گے۔ نہیں، نہیں، کمیٹی آپکی پی این ڈی کی کمیٹی ہے نسм اللہ آئیں۔ اُس میں آپکی نمائندگی نہیں ہے۔ کیا آپ کے لوگ sorry آپکے لوگ اہل نہیں ہیں کیا؟ نسм اللہ آپ آئیں۔

**میر اختر حسین لاغو:** جناب اسپیکر! ایسی کوئی کمیٹی نہیں ہے۔ اُس پر کمیٹی بنالیں۔ حلقوں میں مداخلت ایسی کوئی بھی کمیٹی نہیں ہے۔ اُس مسئلے کو کس کمیٹی کے پاس لے کرجائیں؟

**وزیر پنجہ خوراک و بہبود آبادی:** میری آپ سُن لیں۔ مجھے آگے چلنے دیں۔ پہلے بات جس پر احتجاج کر رہے ہیں پی ایس ڈی پی ہے۔ پی ایس ڈی پی پر کمیٹی میں ان کے بھی honorable member ہو رہے ہیں۔ اُس میں ہمارے بھی ہیں۔ بیٹھ جائیں۔ ہم بیٹھتے ہیں۔ میرا قائد بیٹھنے کو تیار ہے یا رکھی انہوں نے کسی کیلئے دروازہ نہیں بند کیا ہے۔ آپ نسм اللہ آئیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** کھنیران صاحب! جب اتنی کمیٹیاں بن گئی ہیں۔ آپ گورنمنٹ ممبر ان کو اس میں کیا دشواری محسوس ہو رہی ہے کہ یہ بول رہے ہیں کہ صرف ہمارے ساتھ ایسے اس بارے میں بیٹھ جائیں، جو ہم لوگوں کے جائز مطالبات ہیں۔ پی ایس ڈی کا معاملہ تو ACS صاحب نے تو کہہ دیا کہ وہ کل، پرسوں تک سارا clear کر دیں گے۔ اگر تین، چار ممبر ز آپ اور تین، چاروہ ہو جائیں۔

**وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی:** جناب اسپیکر صاحب! نہیں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ آپ قانون کے مطابق ہاؤس چلانے میں۔ ایسا نہیں ہوگا۔ بات سنیں۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں اسپیکر صاحب نے آپ کو وقت تو نہیں دیا کہ آپ پنج میں مداخلت کر رہے ہو۔ ایسا نہیں غلط ہے۔ آپ تو زبردستی کر رہے ہو۔ اسپیکر صاحب نے آپ کو فلورنیں دیا۔ قانون کی وجہاں تو آپ اڑا رہے ہو۔ ایسا نہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں آرہا ہوں اُس پوائنٹ پر۔ مجھ سُن لیں۔ کوئی بھی کسی کے حلقے میں کوئی بھی پر ابلم ہے۔ وَن بَالِي وَن كَيس۔ جیسے نواب صاحب نے کہا۔ ہم اُسکو احترام دیتے ہے۔ وہ منگ پر سن پربات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بات کرنے کو تیار ہیں۔ اگر ہمارے ہاتھ سے ہوا ہے۔ اگر این ایف سی ایوارڈ میں کوئی زیادتی ہماری طرف سے ہوئی ہے۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں۔ اگر کہیں پرمیرٹ کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ لیکن ایسا نہیں کہ سُنی میں جو ہے سب پلنڈہ لیکر آپ بیٹھ جائیں۔ اور ایک کمیٹی بنائے ایسا نہیں ہوگا۔ one by one آئیں۔ جس کمیٹی کا ہے۔ وہ کمیٹی کر گی۔ جو out of committee ہے۔ ہم ٹریزری پیپر یہ جتنے بھی آنا چاہتے ہیں۔ اُنکے ساتھ ہم بیٹھیں گے۔ جس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ انکی کوئی concerns ہیں۔ وہ ڈیپارٹمنٹ انکے ساتھ بیٹھ جائیگا۔ home کا کہتے ہو home کے ساتھ انکی کوئی فوڈ کا کہتے ہے۔ فوڈ بیٹھ جائیگا۔ پاپولیشن کا کہتے ہو پاپولیشن۔ ہیلتھ کا۔ ایجوکیشن کا۔ جس میں انکا دل چاہتا ہے۔ میں گارنٹی دیتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کی طرف سے۔ اپنی گورنمنٹ کی طرف سے کہ ہم انکے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہے۔ ہم انکو سننے کو تیار ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلائل دینے کو تیار ہیں۔ باقی of way کمیٹی اگر آپ کے پاس بک پڑی ہوئی ہے۔ اگر اُس میں کوئی اس ٹائپ کی کمیٹی کی گنجائش ہے کہ جی میرے حلقے میں مداخلت ہو رہی ہے۔ اگر آپ کو اجازت دیتی ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ قانونی طور پر۔ آج سے نہیں۔ آج سے ہم انکے ساتھ ہر طریقے سے چلنے کو تیار ہے۔ ایک topic ہوتا ہے۔ ہر چیز کا ایک topic ہے۔ topic تک کمیٹی بنی ہے۔ وہ کمیٹی اگر بہتر صحیحتی ہے۔ کمیٹی کا اجلاس ہوتا ہے۔ اُسکو ایک چیئرمین ہے۔ اُسکا ایک ممبر ہے۔ وہ کمیٹی صحیحتی ہے کہ مجھ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ وہ کمیٹی آپ کی یہاں پر آپ کو سفارش کر گی کہ جی آپ ہاؤس کی اسپیشل کمیٹی بنائیں کہ ہم سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو رہا ہے۔ اس میں مزید ممبر۔ مزید کچھ مبصر کی حیثیت سے۔ کچھ ایکسپریس کی حیثیت سے بیٹھ جائیں۔ یہ مسئلہ ہوتا ہے۔ طریقہ کار تقانو نایہ ہے۔ کمیٹیاں کوئی subject مجھے بلوچستان کی کسی بھی کسی مدد میں اگر کوئی subject ہتا دیں جو کمیٹیوں میں شامل نہیں ہے۔ مداخلت، حلقوں کی مداخلت۔ وہ کو آرڈینیشن کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ آپکے ایک ایک چیز کو منظر کھرا کے اس ہاؤس نے کمیٹیاں تشکیل دیں ہیں۔ ہم ہر کمیٹی میں چاہے ہم اس میں اتفاقیت میں ہے یا اکثریت میں ہے۔ چاہے

ہمارے ساتھی وہاں یا یہاں چیزیں ہیں۔ ہم ہر طریقے سے ہم انکو منتخب نمائندہ آج بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ پورے پانچ سال منتخب نمائندے ہیں۔ تسلیم تو ہمیں نہیں کیا گیا کہ میں مینڈیٹ لے کر آیا تھا۔ مجھے پانچ سال پابند سلاسل رکھا۔ وہ میری کرتی تھی غلط قسم کے الزام سے۔ اور آج رب تعالیٰ کا کرم ہے کہ میں سُر خرو ہو کر یہاں کھڑا ہوں۔ معزز عدالتوں نے مجھے باعزت بری کر دیا۔ جنہوں نے کیا آج وہ اپنا منہ جو ہے ناں ایسے ایسے کر رہے ہیں ہم نے کسی کے ساتھ victimization نہیں کیا ہم نے کسی پر جھوٹے کیس نہیں بنائے پچھلے دو ریں ہمارے اور پر جو قوم پرستی کا دعویٰ کرتے تھے کیوں بنایا ہمارے؟ چادر اور چار دیواری کی دھیان اڑائی گئی۔ انہوں نے اڑائیں آج میں کہتا ہوں کہ کوئی ثابت کریں۔۔۔ (مداخلت) یک سینئر! میں اس گورنمنٹ کے۔ آپ لوگ نہیں تھے۔ میں آج کہتا ہوں کہ کسی کے گھر کی چادر۔ چار دیواری کی اگر تقدس پامال ہوا ہے۔ میں جا کر ادھر بیٹھو گا۔ آج میرے گھر میں انہوں نے فور سر گھسا کیں انہوں نے میرے گھر کی تلاشیاں لیں۔ خواتین پولیس نہیں تھیں۔ ان کا چیف منسٹر جو ہے ناں ٹیلیفونیں بند کر کے بارہ گھنٹے تک بیٹھا رہا۔۔۔ (مداخلت) topic پر آرہا ہوں۔ دیکھیں میں انکا احترام کرتا ہوں۔ میں آج بھی کہتا ہوں، ہم ہر لحاظ سے تعاون کرنے کو تیار ہے۔ اگر جیسے نصر اللہ زیرے کہتا ہے۔ میں اس چیز پر agree ہوں۔ 2013-14ء کی ریکارڈنگز نکال لیں۔ منسٹر ایجوکیشن کی، چیف منسٹر کی اور ان میں جانا نہیں چاہتا ہوں وہ ریکارڈنگ نکال رہے ہیں۔ جو چیز اس میں ہے، اس پر عمل کرنے کو ہم تیار ہے۔ تو یہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہم اپنے سے زیادہ انکو قدر دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہماری غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ ہمارا محاسبہ کرتے ہیں۔ ہم انکو خوش آمدید کہتے ہیں جناب اپسیکر صاحب۔ آپ چھوڑ دیں یہ پوسٹر زد کیھیں، یہ ایک عجیب آپ خود اس مقدس الیوان میں بیٹھے ہیں۔ جو آپ کی عدالتوں سے بالاتر ہے جو ہر چیز سے بالاتر ہے۔ اسکو وہ درجہ دیا گیا کہ آئین اور پارلیمنٹ دیکھیں! یہ ایک احتجاج پوسٹر اٹھا کر اس معزز الیوان میں آپ بہتر سمجھتے ہیں تو کریں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہاں، حاضر۔ ہمارے چیف منسٹر ہاؤس کے دروازیں آپ کیلئے کھلے ہیں۔ ہمارے اپسیکر کا چیمبر۔ منسٹروں کے آفس۔ آپ حکم کریں کہاں کس topic by topic پر۔ ایک ایک topic لیں۔ یہ نہیں ہے کہ یہ بھی ہو گیا۔ یہ بھی ہو گیا۔ ہم جلسے کی طرح تقریریں کریں۔ یہ غلط ہے۔ تو مہربانی کر کے آپ نشاندہی کریں۔ ہماری ہر کمیٹی آپ کو جواب دہ ہے۔ جناب اپسیکر صاحب! پی اینڈ ڈی کے حوالے کر دیں۔ اگر یہ مطمئن نہیں ہوئے۔ پی اینڈ ڈی کمیٹی نے recommend کیا کہ اپسیکل کمیٹی۔ ہم تیار ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں اپسیکل کمیٹی پر کیونکہ اس میں بھی ہم ہیں۔ یہ ساتھی ہے۔ تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پہلے

جو طریقہ کارہے۔ اس issue کو پی اینڈ ڈی کمیٹی کے حوالے کریں۔ وہ اس کو scrutinize کریں۔ ممکن ہے اس میں ہماری غلطیاں ہو سکتا ہے۔ ہم انسان ہے۔ ہم کوئی فرشتے نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ۔ ہمارے پاس غلطی کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اس میں دس غلطیاں ہو نہیں  
جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک منٹ اذان ہو رہی ہے۔  
(اذان عشاء۔ خاموشی)

**جناب اصغر علی ترین:** جناب اسپیکر! اجازت ہے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ترین صاحب! میرے خیال سے آپ لوگوں کی طرف سے بات ہو گئی۔

**جناب اصغر علی ترین:** ایک مختصر بات کرنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی۔ مختصر کر دیں بالکل۔

**جناب اصغر علی ترین:** شکریہ۔ جناب اسپیکر! دو تین اجلاسوں میں مسلسل یہ بات آرہی ہے ہماری گورنمنٹ سے ہمارے کچھ مطالبات ہیں۔ کچھ ہم ان سے جانا چاہتے ہیں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، جناب اسپیکر! اس میں پی ایس ڈی پی کا بھی ذکر ہے۔ یہ تیسرا چوتھا احلاس ہے جس پر اپوزیشن کے گورنمنٹ کے ساتھ کچھ خدشات ہیں۔ کچھ مطالبات ہیں اور وہ جائز مطالبات ہیں وہ عوام کے لیے ہیں۔ مجھے پریشانی اس بات کی ہے اور میں ہیران اس بات پر ہوں کہ گورنمنٹ کیوں بیٹھنے کو تیار نہیں؟ گورنمنٹ کمیٹی بنانے کیلئے کیوں تیار نہیں اپوزیشن کے جانب سے پی ایس ڈی پی کا مسئلہ ہے۔ ڈولپمنٹ کا مسئلہ ہے۔ یا حلقوں میں مداخلت کا مسئلہ ہے اس پر گورنمنٹ کو سنجیدہ طریقے سے اور باہمت ہو کے۔ اگر اپوزیشن کے ساتھ بیٹھنا چاہیے۔ میں تو خود یہ کہتا ہوں کہ جام صاحب کو خود ان کو میں بولا نا چاہیے۔ یہ کمیٹی تشکیل دینی چاہیے۔ بیٹھانا چاہیے کہ آپ کے مطالبات کیا ہیں۔ اس طرح اگر یہ چلتا رہیگا۔ ہمیں اس غرپر کیوں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم عوام کے پاس جائیں، سڑکوں پر ہم آئیں۔ کیوں مجبور کر رہے ہیں! کیا ڈیلوپمنٹ کا PSDP کا اگر ہم بات کر رہے ہیں تو کیا یہ عوام کی بات نہیں ہے۔ اگر ہم کسی بھی حوالے سے کسی بھی زاویے سے بات کریں تو کیا یہ عوام کی بات نہیں ہے۔ کیا اپوزیشن کے جو ممبران ہیں، کیا یہ elected ممبران نہیں ہیں؟ کیا انہوں نے ووٹ نہیں لیا۔ کیا یہ ووٹ لیکر منتخب ہو کے نہیں آئے۔ اس طرح کا تاثر دینا اور اس طرح کا عمل کرنا کہ نہ بیٹھنا کمیٹی کو تشکیل کرنا۔ ایک کمیٹی بننے سے کیا ہو جائیگا آپ مجھے بتائیں جناب اسپیکر!۔ بلوچستان میں کس چیز کی کمی ہے۔ سی پیک آپ کا بلوچستان میں ہے۔ گیس آپ کے بلوچستان سے نکل رہی ہے۔ ریکورڈ ک آپ کا بلوچستان میں ہے۔ سینڈک آپ کے بلوچستان میں

ہیں۔ یعنی افغانستان کا ایک اٹریشنل بارڈر آپ کے بلوچستان میں ہے۔ ایران کا ایک بارڈر آپ کے بلوچستان میں ہے۔ پھر بھی بلوچستان کے عوام بلوچستان کے جنون جوان بے روزگار ہے اور بدر گھوم رہے ہیں، کیا وجہ ہے بیٹھنے سے کیا ہو جائیگا۔ آپ ہمیں مطمئن کریں اور ہم آپ کو مطمئن کریں گے۔ اس میں کیا مشکل ہے اس کے کیوں ایک ایسے پلیٹ فارم پر لے کر جارہے ہیں کہ بھی اپوزیشن اس نئی پر پہنچ کے وہ street پر آئیں اُن کے عوام ہیں اُن کے لوگ ہیں۔ کیوں اس بات پر ہم لوگوں کو مجبور کر رہے ہو۔ جام صاحب پڑھے لکھے آدمی ہے۔ جام صاحب سوچ سمجھو والے آدمی ہے۔ خود جام صاحب کو request کرتا ہوں کہ جام صاحب آپ اس کمیٹی کے خود سربراہی کریں۔ آپ کمیٹی میں بیٹھے۔ آپ ہمیں بلائیں۔ ہمیں بیٹھائیں آپ ہمیں قائل کریں اور ہم آپ کو قائل کریں گے اس بات میں مشکل کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ جناب اسپیکر! ہاؤس کو ممبران آپ کو dictate نہیں کر سکتی ہے کہ آپ یہ کریں اور یہ کریں۔ آپ کے پاس بالکل اختیار ہے صحیح نمبر 92 مجلس خصوصی یہ پڑھ لیں۔ آپ کے پاس اختیار ہے آپ کمیٹی تشکیل دے سکتے ہیں آپ کمیٹی بناسکتے ہیں اسپیشل کمیٹی آپ کے پاس بالکل اس چیز کا اختیار ہے۔ آخر میں جام صاحب کو ان government benches کو میری یہ گزارش اور یہ request ہے کہ آپ بیٹھیں، ہمیں بٹھائیں، کمیٹی تشکیل کریں آپ ہمیں مطمئن کریں اور ہم آپ کو مطمئن کریں گے۔ ہم بھی عوام کی بات کر رہے ہیں، ہم بھی ڈولپمنٹ کی بات کر رہے ہیں، ہم بھی صحیت کی بات کر رہے ہیں، ہم بھی یہ زیارت کی بات کر رہے ہیں اور ہم بھی تعلیم کی بات کر رہے ہیں اور آپ بھی یہ کر رہے ہیں بیٹھنے سے کیا۔ اگر یہ عمل ہو گا کہ اپوزیشن کو نظر انداز کیا جائے۔ ان کے حلقوں میں مداخلت کی جائے۔ ان کو نہ بولنے دیا جائے، ڈولپمنٹ نہ ہو ان کے حلقوں میں۔ اور ان کو بالکل مفلوج کیا جائے۔ یہ عمل میرے خیال سے ہمارے لئے بھی اور بلوچستان کے لئے بھی یہ اچھا نہیں ہو گا۔ اس سے ہم بجا آگے جانے کیلئے ہم پیچھے reverse جائیں گے۔ لہذا میری گزارش ہے جناب اسپیکر آپ سے کہ آپ ایک رو لنگ دے دیں اسپیشل کمیٹی بنائیں اُن کے ممبران گورنمنٹ سے بھی ہوا اور اپوزیشن سے بھی ہو۔ اور آپ کی چیز اُس کی سربراہی کریں آپ کے چیز کے نگرانی میں آپ کے نگرانی میں ان دونوں کو سینیں۔ اور جو جائز مطالبات ہو جو عوام کی مطالبات ہو۔ جو بلوچستان کے حق میں ہو۔ جو بلوچستان کے مقاد میں ہو آپ یہ فیصلہ کریں جناب اسپیکر! یہ میرے کچھ مطالبات ہیں اور میں جام صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ کمیٹی بنانے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ آپ کمیٹی بنائیں آپ ہمیں قائل کریں اور ہم آپ کو قائل کریں گے۔ اگر ہم غلط ہے تو بھی سامنے آ جائیگا اگر آپ غلط ہو تو بھی سامنے آ جائیگا۔ ہم بلوچستان کے رہنے والے۔۔۔ (مداخلت) میری یہ گزارش ہے کہ جام صاحب کو ہم ہر

تعاون کے لیے تیار ہیں یہ کمیٹی آپ بنائیں آپ کے سربراہی میں گورنمنٹ کے بیخپوں والے بھی ہوا اور اپوزیشن کے بھی ہو۔ اور یہ مسئلہ افہام تفہیم سے حل کریں۔ روزانہ یہاں ایک ایسا ماحول پیدا کرنا۔ اور روزانہ یہاں شور و غوغاء کرنا یہ کوئی اچھی روایت نہیں نہ ہمارے لیے اور نہ ان کے لیے۔ لہذا آپ سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ رونگ دے دیں اور کمیٹی بنائیں اور اس کی سربراہی آپ کریں۔ بہت شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکر یہ آپ کی بات میں نہ سن لی۔

**وزیر ملکہ زراعت و کاؤنٹری ٹاؤن:** سردار صاحب نے تفصیلی بات کی کہ ہر چیز میں آپ کو onboard لیں گے۔ اسپیکر صاحب! ہر مسئلے میں اگر ان کا کوئی شکایت ہو تو بتا دیں۔ ایک تو میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پرسوں والے اجلاس میں جب کمیٹیاں بن رہی تھیں تو سب آپ خاموشی سے اُنکا approval دیا۔ یہ کمیٹی کس چیز کیلئے بنی۔ یہ جو اگری کلچر ہے، یہ جو ہیلتھ کا ہے، یہ جو پی اینڈ ڈی کا ہے، یہ جو لا اینڈ آرڈر کا ہے۔ یہ کمیٹیاں کس لیے بنی ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں پھر ان کمیٹیوں کو ختم کرلو، ہم سارے اسیش کمیٹی بنائیں گے، مقصد یہ ہے کہ یہ کمیٹیاں بنتی ہیں یہ روزہ اور ریکویٹیشن میں ہیں۔ اگر وہ کمیٹی کام نہیں کر سکتی ہیں تو یہ اپنار پورٹ جمع کر لیں کہ یہ چیز ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ پی اینڈ ڈی کی کمیٹی کس لیے بنی ہے آپ مجھے جواب دیں اصغر ترین صاحب آپ تاہیں یہ پی اینڈ ڈی کی اسٹینڈنگ کمیٹی کس لیے بنی ہے آپ بتاہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ترین صاحب! آپ نے بات کی ہے۔ جی اصغر صاحب۔

**جناب اصغر علی ترین:** زمرک خان صاحب کا ہمیشہ negative role رہا ہے اس اسمبلی میں، زمرک صاحب ہمیشہ وہ بات کرتے ہیں جس سے ہمیشہ انتشار اندازی پیدا ہو۔ زمرک صاحب قطعاً نہیں چاہتا ہے کہ جام صاحب اپوزیشن کو بلا میں اور بیٹھا میں یہ جتنے بھی مشورے دیتے ہیں گورنمنٹ کو والے سیدھے لڑانے ڈرانے کا۔ یہ زمرک صاحب ہی کرتے ہیں میری یہ گزارش ہے کہ زمرک صاحب یہ رو یہ چھوڑ دیں۔ یہ رو یہ آپ چھوڑ دیں اس رو یہ سے نہ آپ کو فائدہ ہو گانے مجھے فائدہ ہو گا اور نہ بلوچستان کے عوام کا فائدہ ہو گا۔ آپ ثابت بات کریں۔ آپ ثابت کردار ادا کریں۔ اس طرح کے باتیں کرنے سے یہ اچھا ستور نہیں جائیگا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں آپ نے بات کی وہ خاموش بیٹھے تھے۔۔۔ (مدخلت۔

شور) اصغر خان آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں اس طرح کے بات کرنے سے نہ کوئی آپ لوگوں کے مسائل حل ہو نگے اور نہ ہم لوگوں کو کوئی بات سمجھ آئیگی۔ اور نہ یہ طریقہ ہے بات کرنے کا۔

**جناب اصغر خان اچھنی:** جناب اسپیکر! یہ فور یا تو مکمل ان کے حوالے ہو جانا چاہیے۔ یعنی یہ ٹریزیری

پنچوں والے بولیں ہی نہیں۔ یعنی ایک شناہ صاحب نے شروع میں ایک گھنٹہ لیکھ رہا تھا۔ ابھی پھر ایک لیکھ رہا تھا نے کیلئے کھڑا ہو گیا۔ تو کم از کم ہمیں بھی تو فلور دے دیں۔ اس طرح تو نہیں ہوتا ہے۔ اس کا پاریمانی لیڈر بھٹا ہے پاریمانی لیڈر ایک مرتبہ کھڑا ہوتا ہے جبکہ شناہ بھائی دس دفعہ کھڑا ہو جاتا ہے یہ کوئی طریقہ ہے۔ یعنی یہ طریقہ نہیں ہے جناب اسپیکر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ تحریک التوا پر جو بحث ہے وہ مکمل کرو دیں۔

**جناب اصغر خان اچخزی:** جناب اسپیکر! میں نے شروع میں کہا کہ ایک مخصوص اجنبذ کے تحت اس تحریک التوا پر بات کرنے نہیں دی جا رہی ہے ایک کام سونپا گیا ہے اپوزیشن کو کہ یہ تحریک التوا کا آپ نے کسی بھی صورت میں اس کو زیر بحث نہیں لانا ہے۔ مسلسل 6 دن سے ایک مرتبہ موخر ہو گئی۔ ابھی یہ دوبارہ ٹیبل ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے اپوزیشن کے ساتھی نالے اور۔۔۔ (مداخلت) آگرآپ کو بلوچستان سے زیادہ ہمدردی ہے تو آپ جس مرکزی حکومت میں ہو وہ آپ کے 6 بندوں کے بل بوتے پر بیٹھا ہے آپ اس سے اپنے آپ کو نکال دو یہ حکومت گرجائیگا۔ سی پیک کی بات آپ عمران خان سے نہیں کر سکتے ہو۔ وفاقی حکومت سے نہیں کر سکتے ہو۔ اور ادھر آ کے اس ایوان میں کرتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں شناہ بلوج صاحب۔ اصغر خان آپ تشریف رکھیں۔ ہمیں کارروائی مکمل کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ سب تشریف رکھیں تاکہ میں اپنی بات کرسکوں۔

**وزیر حکومت رکھنے والے وزیر!** جناب اسپیکر! اپوزیشن کے اس رویے کے خلاف میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

**جناب شناہ اللہ بلوج:** جناب اسپیکر! thank you اصغر خان اچخزی صاحب ہمارے محترم دوست ہیں۔ ہم سے سنئیں ہیں۔ ہم سب ایک ہی سیاسی مکتب اور سکول کے طالب علم ہیں۔ ایک ہی فکر اور فلسفے کے لوگ ہیں۔ سنجاوی کے حوالے سے اُن کی تشویش بالکل حق بجانب ہے۔ ہم بلوچستان میں دس 15 سال سے کافی ہیں۔ سنجاوی سے گزر گئے ہیں اور ہمیں اس کا اندازہ ہے کہ بلوچستان جب تک ٹریک پر نہیں آتا۔ ایک سنجاوی نہیں اس بلوچستان میں کئی ایسے سنجاوی ہو گے، تو تک ہوا۔ سنجاوی ہوا کئی ایسے واقعات ہو گے۔ جب تک بلوچستان ٹریک پر نہیں آتا ہے۔ یہ ساری discussion مجھ سے زمر ک صاحب بھائی ہے ہمارے انہوں نے ایک بات کی۔ ہم بڑے شانتگی سے 8 یا 9 مینیٹ سے اجلاس چلا رہے ہیں اور چلانا بھی چاہتے ہیں۔ نہ یہاں آپ لوگوں کو لیکھ رہا مقصود ہے، نہ آپ لوگوں کو پڑھانا مقصود ہے اور نہ آپ لوگوں کو سمجھانا مقصود ہے، مقصود یہ

ہے---(مداخلت) اصغر صاحب! میری بات سنئیں۔ میں نے پہلے ہی اجلاس میں کہا تھا کہ حکومتیں، یہ ریاست مملکت یہ کچھ instrument of tools سے چلتا ہے، manual ہیں۔ ایک آئین ہے۔ اور دوسرا یہ قواعد و ضوابط ہے۔ پھر ان کے تحت جا کے ہم نیچے بہت سی کتابیں بناتے ہیں جس میں ایک یہ ہے PSDP۔ میں نے زمرک صاحب نے پوچھا کہ جب اتنی کمیٹیاں ہیں تو ایک نئی کمیٹی بنانے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ اس کا page number PSDP 2018-19 اس میں 28 سیکٹر ہیں۔ اس میں تمام سیکٹرز شامل ہیں، جب یہ پی ایس ڈی پی بتتی ہے، یہ اس میں تمام سیکٹرز کا input چاہیے ہوتا ہے۔ اور اس کیلئے میں بار بار دوبارہ جاننا نہیں چاہتا۔ میرے دوست بور ہو جاتے ہیں کہ جی آپ اس پر جو ہے کورٹ کی رو لگ بار بار پڑھتے ہیں۔ میں صرف اپنے دوستوں کی خاطر یہ اُن کو بتانا چاہتا ہوں۔ مجھے پتہ ہے وہ عمل نہیں کریں گے۔ constitution کی کاپی آپ کے سامنے پڑھی ہے اس کا صفحہ نمبر 18 کھولیں۔

**میر اختر حسین لانگو:** جناب اسپیکر ہم دوستی جا کے زمرک بھائی کو منا کر لاتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی دو بندے بیہاں سے چلے جائے اُن کو لائے۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** جناب والا! اس میں صفحہ نمبر 18 ہے، اس میں عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و principles of back bone ہے۔ یہ Articale 38 کا فروغ یہ constitution کا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ مملکت یعنی حکومت اور policies کا، آئین کا، جو بنیادی اصول ہے اُس میں 38 Articale ہے اُس کا (الف) ہے اس کے تقریباً (ز) تک جاتا ہے میں باقی نہیں پڑھوں گا۔ صرف (الف) پڑھوں گا تھوڑی سی اچھی اُردو میں ہے میں نے english والا اسی ignore کیا۔ (الف) مملکت عوام کی معاشی اور معاشرتی فلاح و بہبود کا فروغ، عام آدمی کے معیار زندگی کو بلند کر کے دولت اور وسائل پیدا اور وہ تقسیم کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں اس طرح جمع ہونے سے روک کر کے اس سے مفاد عاملہ کو نقصان پہنچے اور حاجر ماجور و زمیندار اور مظاہرہ کے درمیان حقوق کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دے کر بلحاظ ذات، مہذب، نسل عوام کی فلاح و بہبود کی حصول کی کوشش کریں گی۔ جو لوگ constitution نہیں جانتے سیاست نہیں جانتے ریاست کے امور نہیں جانتے اور رموز نہیں جانتے۔ جناب والا! وہ پھر کیا کرتے ہیں وہ دب گوں کرتے ہیں۔ اسی لیے بلوچستان دب گوں میں میں کسی اس حکومت کو آپ لوگوں کے خدا جانتا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ثناء صاحب PSDP کا مسئلہ تو میرے خیال سے حل ہو گیا پرسوں جو ہے detail میں

آپ لوگوں کا copies provide کر دیئے جائیں گے۔

**جناب شنا اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر میں مختصر از مرک صاحب کا جواب دون کہ انہوں نے کہا کہ اتنے sectors کے لیے جناب والا اس وقت بلوچستان میں multidimensional crisis ہے اس کو کہتے ہیں کیشراجہتی بحران، اور یہ آپ کی حکومت کا پیدا کردہ نہیں ہے دوبارہ آپ لوگوں کو صاف کر رہا ہوں، یہ پیدا کردہ ہیں، مسلسل غلط حکمرانی کی وجہ سے۔ اور اس کو اب درست کرنے کے لیے ہم نے ایک discussion اور debate شروع کیں۔ پھر آپ کو بار بار کہہ رہے ہیں کہ یہ جو کمیٹی بیٹھے گی یہ 28 sectors کو دیکھے گی۔ یہ بلوچستان میں جو کورٹ کا فصلہ ہے جس نے کہا ہے کہ آپ آنے والی منصانہ تقسیم کو constitution کے Article 38 کے تحت صحیح بنانے کے لیے تاکہ آپ کے گواہ سے لے کر ثبوت تک چمن سے لے کر خاران تک، واشک تک، ہر جگہ پر جو انسان شہری بنتے ہیں، ان کو اس جو ہماری وسائل کی تقسیم ہے، اُس سے اُس کا برابر کا حصہ ملے، رقبہ، آبادی، غربت، جہالت، تعلیم، یوروزگاری، یہ lecture نہیں ہے، یہ ریاست اور سیاست کے رموز ہیں۔ اصغر خان بھائی نے ایک اور بات کی کہ جی آپ کا پارلیمانی لیڈر بھٹھا ہوا ہے وہ 2 منٹ یا 10 منٹ بات کرتا ہے، آپ ایک گھنٹے بات کرتے ہیں۔ یہاں تمام ارکین اسمبلی برابر ہیں یہاں کوئی رُکن اسمبلی کوئی قراردادلاتا ہے، کوئی تحقیق کرتا ہے کوئی بحث کرتا ہے، کوئی نہیں کرتا ہے اس میں یہ خداخواستہ یہ تفریق نہیں ہے آپ اس بنیاد پر تفریق ڈالے کہ جی کوئی رُکن اسمبلی یہاں ہم سب کی حیثیت برابر ہیں یعنی قائد ایوان کے، جب وہ باہر نکلتے ہیں تو چیف منستر بن جاتے ہیں یہاں آپ کے اکثریت کے قائد ایوان ہیں، ہماری اکثریت کے قائد حزب اختلاف ہیں آخر میں کوئی statement دے اُن کی مرضی دے نہ دے۔ آپ دیکھیں میں آپ کو اس لیے کہ یہ سیاست میں اگر آپ یہ تفریق ڈالے آئیں گے ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے آپ کو مشکل پیدا ہو۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ خصوصی کمیٹی تین سے چار ارکین اُس طرف سے تین چار اس طرف سے یہ PSDP گئی۔ ابھی 2 اپریل ہے، 15 مئی سے access to surrender ہو گا سارے پیسے واپس آئیں گے، ان سے نہیں، آپ کو ملنہ ہمیں، میں صاف بات بتا رہا ہوں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آنے والے چار سالوں کے لیے آئین کے آڑیکل 38 کے تحت بلوچستان کو غربت سے، جہالت سے یوروزگاری سے، پسمندگی سے، بھوک اور پیاس سے نکالنا ہیں، اس کے لیے جب تک آپ ہمارے ساتھ مل بیٹھ کے formula بنائیں گے، ہم عدالت جو جا کے convince نہ کریں، عوام کو جا کے convince نہیں کریں، یہ جھگڑا رہے گا ہم پہلے بھی ارکین اسمبلی رہے ہیں، ہم جھگڑے کے لیے اڑائی کے لیے آپ لوگوں کو غلط کہنے کے لیے

نہیں آئے ہیں۔ اگر ہم کوئی پیچھہ دیتے ہیں کوئی بات کرتے ہیں آپ یہ بتائیں کہ ہم نے آپ کا وقت ضائع کیا ہے، ہم آپ کی راہنمائی کرتے ہیں، آپ ہم سے بزرگ ہیں کسی موقع پر آپ ہماری راہنمائی کریں گے، باری صاحب بیٹھے ہیں ہماری راہنمائی کریں گے۔ میں دوبارہ جناب اسپیکر کسی قواعد و ضوابط میں جو مجالس خصوصی ہے، جو میرے بھائی اصغر ترین صاحب نے کہا کہ خصوصی کمیٹی بنانے کا آپ کو اختیار ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ دو منٹ تشریف رکھیں، میں اسی متعلق آپ کا جواب دیتا ہوں۔ چونکہ ایسا ہے کہ کمیٹی ہم لوگوں کے، اُس کے لیے آپ لوگوں کو ایک تحریک لانی ہوگی، تب تک کے لیے ہم لوگ جو ہیں P&D کی کمیٹی کو یہ مسئلہ مسائل آپ ان کے ساتھ مل بیٹھ کر مطلب کے ان پر بات کریں اگر آپ لوگوں کی بات نہ سن گئی تو اگلی سیشن میں آپ بیشک تحریک لائے میں آپ لوگوں کے اس پر۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** P&D کے مینڈیٹ سے بڑھ کر ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اگلے سیشن میں آپ تحریک لائیں، میں نے ابھی یہ روزہ میں پڑھا ہے۔ ثناء بلوچ صاحب آپ روزہ میں دیکھ لیں، اس طرح اسپیشل کمیٹی جو ہے اسکے لیے آپ لوگوں کو تحریک لانی ہوگی۔ اور ہی بات PSDP کی وہ کل نہیں پرسوں تک فائز ہو جائے گی، اگر آپ لوگوں کے تحفظات دُور نہ ہوئے تو بیشک آپ لوگ پھر۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** دیکھیں! آپ پڑھے لکھے ہیں، آپ اسپیکر ہیں، میں صرف آپ کو اتنا بتانا چاہتا ہوں  
---(مدخلت)

**جناب اصغر خان اچخزی:** جناب اسپیکر! آپ کی رولنگ کے بعد اس پر بات کر رہے ہیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** یہ پورے صوبے کے سب منتخب نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ایک بھرمان کی کیفیت ہے

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ثناء بلوچ صاحب بجیشیت اسپیکر میں دیکھ بھی رہا ہوں میں سن بھی رہا ہوں مجھے پتہ ہے آپ لوگوں کا۔ تو آپ مہربانی کر کے اس پر جو ہے میرے مطلب کے اگلی دفعہ سیشن میں اگر آپ لوگوں کے تحفظات دُور نہ ہوئے تو آپ بیشک تحریک لائیں پھر جو ہے قانون کو کتاب کو دیکھتے ہوئے پھر ہم لوگ یہ فیصلہ کر دیں گے۔ آپ روں میں چیک کریں اس طرح کمیٹی نہیں بن سکتی میں نے چیک کیا۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** آج آپ کا اجلاس ملتوی ہو رہا ہے آپ چاہتے ہیں کہ یہ صوبہ اسی بھرمانی کیفیت میں ہو یہ صوبائی اسمبلی سے نکل کر یہ مرکوں پر یہ احتجاج چلا جائے آپ کی مرضی جناب اسپیکر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** تب تک کہ لیے آپ جو P&D کمیٹی سے بات کریں اور ACS کی reports بھی

آپ لوگوں کے پاس آ جائیں گی۔

**جناب شاء اللہ بلوج:** یہ P&D کی مینڈیٹ نہیں ہے، یہ جس طرح اس کی جو وسعت ہے، میں نے آپ کو بار بار کہا اس PSDP کی، یہ دیکھیں، یہ 28 sectors پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک دو sectors شامل ہیں ہے۔ اور یہ سارا یہ P&D خود as an institution ہم نے پچھلی دفعہ آپ کو 10 مشورے دیئے، اس حکومت کو کہ آپ کی P&D مقیانوں ہے بلوچستان کی تباہی و بر بادی آپ کی وجہ سے نہیں ہے institutional۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شاء بلوج صاحب کمیٹی کے لیے میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ ایک تحریک پیش کی جاتی ہے اور تب تک کے لیے اگر آپ کے تحفظات دور نہ ہوئے تو آپ تحریک لائیں، پیش کمیٹی ہم لوگ بنادیں گے۔ ملک صاحب! آپ خود بھی اسپیکر ہے چکے ہیں اس بارے میں آپ کو توضیح ہے۔

**ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف):** جناب اسپیکر! یہ جو اصرار کیا گیا ہے اسپیشل کمیٹی کے لیے آپ نے دیکھا جناب اسپیکر ہاؤس کی طرف سے بار بار یہ بات آتی ہے کہ جی ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں، ہم آپ کی بات سننے کو تیار ہیں، ہم آپ کے مطالبات ماننے کو تیار ہیں۔ at the cost of repetition مجھے افسوس ہے کہ مجھے دہرانا پڑے گا کہ ان فاضل دوستوں نے ابھی یہاں آپ کے سامنے کہا کہ آپ اپنا مطالبہ بتائے۔ اسی سلسلے میں حکومت کی طرف سے تین دفعہ کمیٹیاں بنی ہیں، وہ کمیٹیاں ہمارے پاس آئی ہے اور اگر جناب اجازت دیں تو میں بتاؤں کہ پہلی کمیٹی محترم منشیر اسد اللہ اور میر ظہور بلیدی پر مشتمل تھی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب پچھلے سیشن میں وہ آپ نے بیان کیا تھا۔

**قائد حزب اختلاف:** میں نے پہلے بھی کہا کہ میں نے یہ ساری چیزیں رکھی ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ کس طرح تین دفعہ کمیٹیاں آتی ہے، تین دفعہ کمیٹیاں بیٹھتی ہیں اُس اُس کا result اور یہ کہتے ہیں کہ جی ہم آپ کو حقوق سے محروم نہیں کریں گے۔ یہ تو apparently ہمارے حقوق کو تنقیم کرنے کی بات ہی نہیں کرتے ہیں۔ اگر بات کرتے تو وہ جو تین دفعہ کمیٹی آئی کم از کم ایسے نہیں ہے کہ یہ سینئر لوگ ہیں اس پہلے بھی وزیر ہے ہیں اور دنیا میں commitment ایک بات ہوتی زبان ایک بات ہوتی ہے۔ جب آکے زبان کرتے ہیں کہ جی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے ہم آپ کے حقوق کو غصب نہیں کریں گے اور جب apparently ہمارے حقوق غصب ہوتے ہیں، ہمیں دیوار سے لگایا جاتا ہے تو جناب اسپیکر پھر ہمارے پاس کون سی وہ چیز رہ جاتی ہے سوائے اس کے کہ ہم آپ کے knowledge میں یہ ساری تفصیلات لائے۔ اب یہ آج جو جناب کے سامنے کمیٹی بنی ہے یا جو

وعدہ ہوا ہے کہ پرسوں تک وہ تفصیلات لے آئیں گے۔ میں آپ سے جناب اسپیکر صاحب عرض کرتا ہوں کہ تفصیلات جس وقت یہ بن رہے تھے جس وقت یہ ساری details مرتب ہو رہے تھے کہ کیا بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی، کیا بحیثیت نمائندہ ایک حلقے کے، کیا بحیثیت collective position ہمارے یعنی نہیں تھا کہ ہمیں کہا جاتا کہ جی یہ چیزیں ہم release کر رہے ہیں ہمیں inform تو کرتے اور وہ بھی اس طریقے سے secret words میں وہاں بھجوادیا کہ ہمیں آپ کو درخواست دینی پڑی۔ جناب اسپیکر ہم گئے ان کے پاس ACS صاحب کے پاس ان کے سامنے ہم نے درخواست پیش کی کہ جناب آپ نے صرف ہند سے لکھے ہیں فلاں فلاں ہمیں ان کی details دے دیجئے، ہم نے ان مانگیں اُس نے کہا کہ نہیں جی میں تو نہیں دے سکتا ہوں یہ آپ جا کر اسپیکر صاحب کو درخواست دیں ہم واپس آئیں ہمارے ساتھی ساتھ تھے ہم نے دوبارہ درخواست دیں اور درخواست میں انہوں نے چاہیے تھے یہ تھا جناب اسپیکر وہ فوری طور پر بلا لیتے computer کے ایک click سے ساری تفصیلات ان کے پاس تھی، وہ ہمیں provide کرتے تو آج اُسی پر بحث ہوتی۔ لیکن وہ بھی آج دو دن کے بعد پتہ نہیں وہ explanation کس طریقے سے، جب ہم پرانے وعدوں کو دیکھتے ہیں جب ہم پرانی باتوں کو دیکھتے ہیں تو یہی بات آجائے گی جناب کہ اُس سے کیا ہو گا۔ تو اس لیے اب ہمارا ایسا نہیں ہے کہ ہم صرف یہاں آ کر جذباتی ہو کر ہم کوئی بات کرتے ہیں۔ ہم نے یہ ساری چیزیں دیکھ لی ہیں۔ ہم یہ سارے چیزیں دیکھ رہے ہیں تو اس لیے میری گزارش ہے کہ جب ہمیں اس بات یقین دہانی نہیں کرائی جاتی وہ تو ایک کمیٹی ہے P&D کی کمیٹی ہے ٹھیک ہے کمیٹیاں تو ساری 19 کمیٹیاں ہیں، کمیٹیاں تو چلتی رہیں گی۔ اب P&D ہمارے دوسرا تھی ہیں ان کے پانچ ساتھی ہے آپس میں discuss کر لیں گے چیزِ میں شپ پھر بھی ان کی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ اس طرح lengthyaratate سے ہمیں ستایا جائے بجائے اس کے کہ اس طریقے سے ہمیں اگر ہمارے حقوق کا جس وقت یا اعلان بھی کرتے ہیں کہ ہم آپ کی حقوق تسلیم بھی کرتے ہیں۔ جب یہ بات مانتے بھی ہیں کہ ہم آپ کو MPA سمجھتے ہیں، جب یہ بات یہ مانتے بھی ہیں کہ ہم آپ کو representative سمجھتے ہیں تو پھر ہمارے ساتھ اس قسم کا ظلم تو نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تو آپ ہمارے ساتھ یہ بیٹھے ہمارے ساتھ کیا ان کے کتنے مراتبات ہیں۔ ہم تو اپنے لیے نہیں ہمارے علاقوں میں کیا کچھ دیا جا رہا ہے وہ لوگ بھی تو ترقی کے حقدار ہیں۔ یہ ہمارا جو احتجاج ہے وہ ایسا احتجاج نہیں ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! آپ کی بات میں نے سنی آپ سب لوگوں نے فرمایا ملک صاحب نے بھی فرمایا۔ اب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ جو اصغر خان ہے اگر انہوں نے آپ کے تحفظات دور نہ کیے ہر حوالے سے

تو اگلی دفعہ پیشک آپ لوگ تحریک لائیں قانون میں یہ چیز ہے اپیشن کمیٹی، اُس کے لیے ایک تحریک لانی ہوتی ہے آپ خود اپیکر رہ چکے ہیں۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اپیکر! ہمارے مطالبہ ہمارے جو تحفظات ہیں وہ تو کسی نے بھی دونہیں کیے ہیں۔ تو اصغر صاحب تو اپنی کمیٹی کا دفاع کریں گے اور تو آگے کیا کریں گے۔

**جامعہ مکال خان عالیانی (قائدیوان):** اس پر جی تھوڑا سا اگر up add کروں اگر آپ کی اجازت ہو تو؟  
**جناب ڈپٹی اپیکر:** جی جام صاحب اس پر آپ بات کریں۔

**قائدیوان:** جی بہت بہت شکریا اپیکر صاحب۔ واقعی بہت عرصے سے کچھ last time سے time سے کچھ بھی ایک بڑی تفصیلی بات ہوئی تھی۔ کچھ چیزیں اس میں میرا خیال up mix ہو رہی ہیں۔ اور میرا خیال اُس کو میں تھوڑا سا address کرنا چاہوں گا۔ ایک طرف PSDP اور اُس کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیے، اُس کا mechanism کیا ہونا چاہیے، وسائل، علاقے، پاکستان بلوچستان میں اور بلوچستان کے لوگوں کو کیا حصہ ملنا چاہیے، کس علاقے میں ایک proposal over all broad PSDP کی ہے جس کو شاء بلوچ صاحب نے دیا تھا وہ ایک different subject ہے۔ پھر ایک طرف ایک subject اس PSDP سے مراد ہے جس کی طرف تھوڑا بہت leader of the opposition ابھی اشارہ کر رہے ہیں کہ یہ releases یہ جو authorisations اور جن جن علاقوں میں کام جاری ہے ہیں اسکے حوالے سے اپوزیشن کو دیے ہی اپنے طریقے سے اُن کو confidence میں تھوڑا لینا چاہیے۔ پھر ایک طرف ایک بات ہے کہ حلقوں کے اندر سیاسی administrative کسی اور کے حوالے سے مداخلت یا جو بھی کام ہے وہ ہو رہا ہے۔ تو یہ چار پانچ چیزیں ہیں۔ یہ ایک کمیٹی کی چیزیں نہیں ہے۔ دیکھے جی ایک بڑا simple ہے میرے خیال سے اس ہاؤس سے مقدس سب سے بڑی چیز یہ ہاؤس خود ہے۔ پہلی دفعہ میرا خیال یہ کریڈٹ آپ کو بھی جاتا ہے اپوزیشن اگر ہمارے ساتھ اتفاق یا ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتی تو یہ تم بھی نہیں کر سکتے تھے۔ میرا خیال بلوچستان کی history میں اتنی جلدی کمیٹیاں کبھی بننے ہی نہیں ہیں۔ جو اس دفعہ بن رہی ہے۔ پچھلی گورنمنٹ میں ڈھائی سال بعد شاید وہ سال بعد دیہ سال بعد دین سال بعد کمیٹیاں بنیں۔ اور یہ کمیٹیاں آپ اسلام آباد جائے، سینٹ میں جائے نیشنل اسمبلی میں جائیں وہ اپیکر صاحب سے منت کرتے ہیں کہ جی اس کو کمیٹی کو standing committee کو بھیجیں۔ اب ہم نے ابھی تک committees بنائی نہیں ہیں، ابھی finally committees notify ہو چکے ہیں۔ اب بہت سارے committees ہو چکے ہیں۔ میری

اپوزیشن سے یہ request ہوگی کہ ہمیں تین طریقوں سے اس کو دیکھنا چاہیے۔ جو معاملات اس PSDP میں قانونی حوالے سے اور PSDP committee کی حوالے سے ہیں، ان کو ہمیں PSDP committee میں discuss کرنا چاہیے۔ ACS میں standing committee میں discuss کرنا چاہیے۔ اس میں آئے، سیکرٹری حضرات اس میں آئیں جس طرح میرے فاضل دوست شاء بلوچ نے کہا تھا کہ یہ P&D کے دائرے کا رہے بہت دور ہے یہ کتاب P&D نے بنائی ہے تو اس کے دائرة کا رہے دور نہیں ہو سکتا۔ اگر بھی ہے تو اسی کے اندر ہے، اگر اس کے اندر health ہے تو اسی کے اندر ہے، اگر energy policy کا name PSDP ہے۔ اور education development کا۔ اور total different subject making کا عموماً کام ہی یہی ہوتا ہے کہ committees میں جب بھی اپنے صاحب کسی چیز کو refer کرتے ہیں۔ انکا یہی مقصد ہوتا ہے کہ standing committee میں معاملہ جائے اپنی ایک رپورٹ بنائے گی اور اس رپورٹ کے اندر اپنے suggestions پیش کرے گی۔ کہ جی یہ کتابیں ہیں ہمیں اس پر شک ہے۔ جہاں تک دوسرا چیز یہ ہے وہ اس کمیٹی کے دائرة کا رہے کار میں نہیں آتی وہ ہم اور آپ ویسے بھی بیٹھ سکتے ہیں۔ اس کی روونگ کبھی اپنے صاحب نہیں دینے کے leader of house یا leader of opposition کے ان چیزوں پر فیصلہ کریں کہ، مثال کے طور پر کسی حلقے میں جو AC ہے وہ ٹرانسفر کیوں ہوا ہے SHO صاحب جہاں پر جو گئے ہیں وہاں کے MPA کو پہنچنی ہے یا فلاں اسکیم جو ہو رہی ہے اس کی inauguration کسی اور نے کیوں کر دی۔ یہ چیز وہ کے لیے تو کمیٹیاں نہیں بنتی کیونکہ یہ دائرة کا رہی نہیں بنتا ہے اور یہ کسی روونگ میں بھی نہیں آسکتا ہے۔ آپ اس طرح بنائیں گے۔ آپ کا سیکرٹریٹ زیادہ بہتر ہے کہ جب کوئی yes special committee کسی solution پہنچنے اور گورنمنٹ میں پھر بھی ایک standing committee کی خاص subject کے حوالے سے ہمیں define کرنا ہو گا۔ ہم اس کو بالکل ہمذہ آرائی چلتی ہے کسی خاص subject کے حوالے سے ہمیں wide-spread discuss کر سکتے ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ جی ہم سریاب کے روڑ کو بھی گے۔ حب کے سیور ٹک کو بھی discuss کریں گے۔ ہم قلعہ عبداللہ میں جو ایک ٹیوب ویل لگا ہے اس پر بھی بات کریں گے۔ یہ تو پھر اتنا وسیع ہے یہ میرا خیال پانچ سال میں کمیٹی اپنا کام پورا نہیں کریں گی میرا اپنا مشورہ ہے کہ ہم اسکو تین چار چیزوں میں حصہ لیں وہ تین چار چیزوں میں یہ ہے۔ کہ جو چیزیں ایک standing

کے jurisdiction میں اس کتاب کے حوالے سے جہاں اپوزیشن ہو سکتا ہے ہمارے ممبر بھی آپ کے ساتھ اُسمیں شریک ہوا وہ یہ کہہ کر جی ہمیں اُن چیزوں کی clarification چاہئے as standing committee members. house کے اندر لاء کے put کریں گے۔ آپ کی جو ایک رپورٹ بنے گی اور اس PSDP کے حوالے سے جو بھی خدشات اُس میں سے نکالیں گے آپ اس House میں آینے گے اُس رپورٹ کو مرتب کریں گے اُس رپورٹ کو آپ سب sign کریں گے اپیکر صاحب کو پیش کریں گے۔ اور House میں باقاعدہ ممبرز اُس پر بحث کریں گے اور شاید اُس کے لیے ایک دن بھی رکھا جائے گا جہاں تک دوسری چیزوں کے معاملات ہیں کہ ہم نے سیاسی حوالے سے ایک اپوزیشن کا ایک جو طریقے کا رہا۔ اس گورنمنٹ میں کیا حصہ دار ہو گا اُن کے علاقوں میں کیا کام ہو گا کیا نہیں ہو گا۔ وہ ہمیشہ out of this discussions ہوتی ہے اور اُس پر ہم اُن کو لیا جاتا ہے اور اُس کے decide نہیں ہیں۔ جیسے ابھی سردار صاحب آپ سے ملے ہمارے کچھ اور ممبر بھی آپ سے ملے لیں وہ کمیٹی تو decide کرے گی۔ یعنی کہ کمیٹی اگر ہم بنائیں گے اور کمیٹی decide کرے گی کہ کس حلقة میں کیا پیسے دینے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ حلقة والے ہم پیسے دے ہی نہیں سکتے ہم کسی طرح defined rules of planning commission کوئی module نکل business میں بھی نہیں لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ کوئی PSDP بنتی ہے۔ اُن کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ہماری ساری بحث بے معنی رہ جائے گی۔ کیونکہ ہم اُس کمیٹی میں یہ بولیں گے جی مجھے تو پہنچیں میرے حلقة میں کیا کام ہو رہا ہے۔ تو وہ بولیں گے جی رواز میں تو اس چیز کی گنجائش ہی نہیں ہے آپ پتہ ہونا بھی نہیں چاہئے۔ اگر آپ کو کسی چیز کی معلومات لینی ہے آپ اپنے اسمبلی میں question as a question کا جواب لیں۔ اُس آدمی کا ٹرانسفر کیوں ہوا ہے فلا کام کیوں ہو رہا ہے اُس کی تفصیل کیا ہے اُس کی لگت کیا ہے contractor کون ہے، کتنی jobs کی گئیں، کس وجہ سے دی گئیں، standing committee کیا تھی recruitment کیا تھی disision کو refer committee کی جائے۔ اور ان سب چیزوں کا result نہ نکلیں تو اپیکر صاحب ایک address کر سکیں۔ اگر ہم نے ان کو اس طرح دیکھنا ہے ورنہ میرا خیال ہے یہ بحث و مباحثہ ہمارا آپ کا اس طرح چلتا رہے گا۔ میرا اپنا ایک ذاتی خیال ہے ہمیں اس House کو ان کمیٹیز پر اپنا trust ڈالنا چاہئے۔ دیکھیں زیادہ تو آپ کے ممبرز ہے اُس میں ہمارے تو بہت سارے ممبرز پھر بھی treasury benches

پر ہے کوئی منظر ہے کوئی advisor ہے کسی نہ کسی حوالے سے حکومتی معاملات میں involve ہے اور اپنا کام کر رہے ہیں لیکن آپ کے جتنے ممبرز ہے وہ ان کمیٹیز کے علاوہ ان کی کوئی standing نہیں ہے یعنی کہ ہم ایک طرح سے اپنی کمیٹیز پر اپنا faith نہیں ڈال رہے ہم اپنے کمیٹیوں پر اعتماد نہیں ڈال رہے۔ تو بہتر ہے آپ اپنی جتنی کمیٹیاں ہیں، ان کے نوٹیفیکیشن کرائیں۔ ان کی میٹنگز بلائیں ہر subject کو discuss کریں اپنے جتنی کمیٹیاں ہیں۔ اور وہ ہی سب سے بڑا فورم ہے اور اُس کمیٹی کا جو بھی result آئیں گے اُس پر آپ اسی طرح بحث کریں۔ اسپیکر صاحب کسی بھی subject کے لیے پورا دن بھی رکھ سکتے ہیں۔ کہ جی ٹھیک ہماری کمیٹی ہوئی۔ کمیٹی کی ترتیب آئی۔ ہو سکتا ہے آپ راضی بھی ہو جائیں ہو سکتا ہے آپ نہیں بھی ہوں۔ پورا دن رکھی جائے گے۔ پھر اُس پر بحث بھی کی جائے گی پھر بات بھی کی جائے گی۔ میرا خیال سے جی ثناء صاحب جس بات کی تھوڑا اساتذہ کر رہے تھے وہ کام ایک ایسا جو حکومت کرتی ہے۔ یعنی کہ اگر ہم پانچ سال ایک plan بنائیں۔ دیکھیں وہ اچھا بنائیں برابرا نہیں حکومت اُس کا ذمہ دار ہوتی ہے ہر سال بجٹ میں اُس کو پیش کرتی ہے۔ اُس پر وونگ ہوتی ہے۔ اپوزیشن اُس کو debate کرتی ہے ہمارے ساتھ اتفاق بھی کر سکتی اتفاق نہیں بھی کر سکتی ہے۔ اُس کا credit ہو گا ہم لے جائیں گے اُس کا credit نہیں ہو گا وہ اُس کا نقصان بھی ہم اٹھائیں گے۔ اپوزیشن کبھی بھی نہیں اٹھائیں گی۔ اپوزیشن اپنی yes through standing committees کے standing committee کے through aپنی شفارشات ضرور دے سکتی ہے۔ ثناء صاحب یقینی طور پر ان بجٹ کمیٹیز کے through education کیونکہ ہر committee کا ایک روپورٹ آئی گی۔ Standing committees کی سمتی ہے۔ تو اپنی گی recruitment policy p پر بھی آسکتی ہے development p بھی آسکتی ہے۔ اور اُس میں بہت ساری جیسے ہم نے نیشنل اسمبلی میں بھی دیکھا ہے اور سینیٹ میں بھی دیکھا ہے بہت ساری تجاویز ایسی بھی آتی ہیں جن کو گورنمنٹ بھی own کرتی ہے اور house میں acknowledge بھی کرتی ہے۔ تو میرا خیال ہم اس طریقے کا رہے اگر اس House کو چلا جائیں گے یہ House بہت اچھا چلے گا اور آپ یقین جانے گا کیونکہ ہمارے بہت سارے ایسے ممبرز ہیں جو pہلی دفعہ آئے ہے جو پہلی دفعہ MPA بنے ہے اور شاید ان کو standing experience نہیں committees کا میں تو آپ سے یہ request کروں گا حالانکہ اپوزیشن گورنمنٹ کی طرف سے ہم کبھی standing committees کے request کریں۔ سکندر صاحب ماشاء اللہ اسپیکر رہ چکے ہیں۔ آپ کے جو رول ہیں، وہ frame کے رول کو پھر سے frame کریں۔ سکندر صاحب ماشاء اللہ اسپیکر رہ چکے ہیں۔ آپ کے جو رول ہیں، وہ frame کے رول کو پھر سے frame کریں۔

ہوئے۔ تو آپ اُس میں اپنے طریقے کا رکاو اور وضع کریں اور بہتر کریں۔ standing committees کو مزید اختیارات دیں۔ اُن کا jurisdiction میں طریقہ کاربنا میں۔ آپ سینیٹ آپ نیشنل اسمبلی میں جائے میں اور آپ بہت دفعہ جاتا ہے۔ بہت authoritative کمیٹیز ہوتی ہیں۔ سب کو بلا تی ہیں۔ میرا ایک مشورہ جی یہی ہوگا کہ ابھی committees میں جائے میں، کوئی چیز discuss ہی نہیں ہوئی ہے کوئی بات ہی نہیں ہوئی ہے اور ہم اُس کمیٹیوں کو نظر انداز کر کے ہم پھر بولیں کئی اور چلیں جائے۔ اعتماد کریں اپنی چیز کو کمیٹیز میں بھیجنیں تاکہ اُس میں چار دن لگائیں پانچ دن لگائیں ایک بحث و مباحثہ کریں سیکرٹریز کو بلا میں آفیسرز کو بلا میں ایک رپورٹ ترتیب دیں ایک ہفتہ دس دن کے اندر۔ کل میرا خیال آپ ریکوویشن بھیج دیں تو چیزیں میں concerned اپنی میٹنگ بلا میں گے اور ہم اگلے اجلاس میں اُس پر بات بھی کر سکتے ہیں۔ اور چہاں تک کوئی House اُس وقت نہیں ہوگا definitely اُس special committee کے بعد بن سکتی ہے۔ situation

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! اس پر میرے خیال میں مزید بحث کی گنجائش نہیں ہوگی۔ جی۔

**فائدہ حزب اختلاف:** جس طرح قائد ایوان نے فرمایا کہ کمیٹیز specific مکملوں کے لیے ہیں یہاں مسئلہ اس کا نہیں ہے یہاں مسئلہ ہے اپوزیشن کے ارکان کی حقوق کے تعین کا۔ نہیں ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ یعنی اس اور یہ اعتماد دینے کا کہ جی واقعتاً اگر ہم اس House میں بات کریں گے۔ یا کوئی کمیٹی بھیجے گے یا آپس میں ساتھی بیٹھیں گے۔ تو ہم باہم اعتماد کی فضا میں ہوں گے۔ جھگڑا اس پر ہے کمیٹیاں تو اب سے کام کریں گی اور یہ کام کرتی رہی گی۔ لیکن جو ہمارا عدم اعتماد کی فضاء ہے، جو ہمارا یہ جو اعتماد کا فقدان ہے۔ اس کے لیے تو سوائے اس کے یا تو وہاں سے ہمیں جس طرح زبانی تو کہا جاتا ہے کہ جی، ہم آپ کی ہر حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن نہیں یہ میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہ ہماری فرمائیں کہ اس کے تعین کے لیے جس طرح اُنہوں نے پہلے کمیٹیاں دوئیں دفعہ بھیجی ہے وہ بلا نتیجہ رہی ہے۔ اب وہ اس قسم کی کمیٹی بنا میں جو باعتماد، یہ اعتماد بن جائے گا تو کمیٹی میں تو یہے بھی کام ہوتے رہیں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! شکریہ آپ کا۔ ملک صاحب! میرا خیال سے 9 بجے ہے اس پر بات ہوئی ہے ابھی۔ جی ملک نصیر صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** میں بات کرنا چاہتا ہوں کمیٹیوں کے حوالے سے لیکن یہ ہے کہ ہمارے حلقوں میں جو مداخلت ہو رہی ہے، میرے خیال میں ہم سے زیادہ جام صاحب کو پتہ ہے ایک منٹ جناب اسپیکر ایک تو بڑے

عرصے سے میرے خیال میں سریاب میں تھوڑا بہت خیرات اور صدقات کے حوالے سے وہ جوڑا کٹر مالک کے دور میں شروع ہوا تھا۔ اُس وقت صرف وہاں پر drainage بنائی گئی تھی، وہ روڈ بننے تھے، اُس کے لیے کوئی package کا اعلان ہوا تھا۔ اور اُس کی میں نے جام صاحب کوئی دفعہ دعوت بھی دی کہ وہ آجائیں، سب سے پہلے مداخلت یہ ہے کہ ہماری PD کا وہاں سے جو ہے، ٹرانسفر ہو گیا، ایک PD چلا گیا، دوسرا PD آگیا، اب اُس کے نیچے جو کام کرتا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! اس کے لیے آپ میں سے کچھ لوگ گورنمنٹ سے مل لیں۔ جی ملک نصیر صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** ایک منٹ تو اُس کو گوش گز رکنا چاہتا ہوں کہ اب آپ ہی کے بندے ہیں میں ان کا نام بھی اس فلور پر بتاؤں گا۔ کہ آپ ہی نے اُن کو appoint کیا ہے آغا عمر احمد زئی جو ایکشن میں ہار گئے اُس کے کہنے پر، جس دن آپ نے آپ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے حلقو کو کار پوریشن میں شامل کیا۔ جس دن آپ نے شامل کیا دوسرے دن وہ پر لیں کافرنس کر کے اعلان کرتا ہے کہ یہ credit ہم نے لیا اور اب بھی اُس کے لوگ جام صاحب! ہمارے گلی کوچوں میں ایک منٹ۔۔۔ (مداخلت)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** نونج گئے ہیں۔

**میر عارف محمد حشی (وزیر ملک خزانہ):** اسپیکر صاحب! جب وزیر اعلیٰ، قائد ایوان جب بات کرتا ہے تو اُسکے بعد ختم ہو جاتا ہے اجلاس ملتوی ہو جاتا ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اب میں گورنر کا حکم نامہ آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

### ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(B) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Justice Retired Amanullah Khan Yasinzai, Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business the session of the provincial assembly of balochistan shall stand prorogued on Tuesday the Second April 2019.

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09:00 جگر 02 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)